

www.FaizAhmedOwaisi.com

ابلیس تا دیوبند

مفتی

حضرت علامہ الحاج الحافظ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

قدس سرہ



بسم الله الرحمن الرحيم

الصلاة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

ابليس قا دیوبند



عسکریہ عظیمین القیامیہ الوقت فیض ملت، فطریہ عظیم پاکستان

حضرت علامہ ابو الحسن محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العتدیہ

() ☆ ☆ ☆ ()

() ☆ ☆ ()

() ☆ ()

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ولا اله الا هو والصلوة والسلام على سيد المرسلين

ابلیس کی کہانی

یہ مشہور معروف کہانی ہے کہی سے اس جمل میں ہر مذہب اور ہر فرقہ کا پروردگار سے نہ صرف واقف ہے بلکہ شب و روز کو نشان ہے کہ اس کے دام و زوم سے بچا جائے لیکن یہ بھی ایسا چالاک ہے کہ انہیں اس نے گمراہ لڑکوں کو اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا کڑا کارڈ بٹا دیا ہے جس کا انہیں شعور تک نہیں۔ فقیر اس تعریف میں بہک عرض کرے گا جس سے واضح ہو جائے گا کہ اس کے اس ڈانٹا میں آگ کا دھوکا نہ دینا۔

ابلیس لعنتی ہونے سے پہلے

آدم علیہ السلام سے پہلے بڑا برس سال ابلیس جلاورہ گزریا حق قادر مہربان حق تعالیٰ میں اپنے کارنامے سے مرہوم اسے جہنمی مثال قرار دے کر مٹا دیا۔

تمام اسلامی فرقے متفق ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لکڑیاں سوا لکڑیوں پہلے اللہ تعالیٰ نے جنات کو زمین پر آباد کیا تھا زمین میں جنوں کی نسل بوسہاں کے لئے جس قدر حق تعالیٰ نے جنات کو بھروسہ دینے کے لئے جگہ عطا فرمائی اور یہ پہلے انسان پر رہنے لگے انہوں میں سے ایک جنات کا نسل بھی تھا انہیں بھی عطا پانا نہ وہب تک نہ کہ کی طویل مدت کا ایک حق یہ ہے

”وكان من الجنة الذكر والانثى ومن الجنة كذا الذكور امين فصاروا من العاهر النواحي
يشهو احد الرمل فزوج ابليس امرا من ولد الجن والشجر واحب امتلا الاقطار اسكن الله الجن
في الهوا ابليس والولاة ذلي السماء الدنيا و امرهم بالعبادة والطاعة فكانت السماء تفجر على
الارض كان الله واعها وجعل فيها ما لم يكن في الارض“ (ابن کثیر)

یعنی جنات کی انفرادی نسل کا یہ عالم تھا کہ ایک نسل سے ایک لاکھ ایک لاکھ جنات پیدا ہوتے تھے جب ان لوگوں کی تعداد 70 ہزار ہو گئی اور یہ اللہ کی کاسلہ جاری رہا تو کھران کی اولاد کی کوئی گنتی (اسب) اندھا ابلیس نے بھی خدا پانا کی ایک لاکھ سے شادی کر لی اس کے بعد بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور جنات کی نسل کے لئے دنیا میں رہنے کے لئے جگہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے جان کو بھروسہ دینے کے لئے مقام عطا فرمایا اور ابلیس اور اس کی اولاد کو پہلے انسان میں رہنے کے

لئے جگہ دی اور ان دونوں کو اپنی احاسیت و عبادت کا حکم بھی دیا اب چند گز زمین خالی ہو چکی تھی اور زمین پر خدا تعالیٰ کا کوئی بھی ذکر کرنے والا نہ تھا تو آسمان اپنی بانہیں پھریں اور اپنے خدا کا ذکر بھی کی عبادت کی اہمیت سے زمین پر غور کرتا تھا۔

زمین پر شر اور دنگانہ ساز کا آغاز

عمر و سوانح کا ہوا جس دے رہے جب شیاطین گہراے تو انہوں نے حق چارک و تھالی سے درخواست کی کہ ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حق تعالیٰ نے ان کو اہلک و کرم باجائز عطا فرمادی اور ان سے عہد و پیمان لے کر تاکیدی کی کہ زمین پر پہنچ کر میری عبادت سے غافل نہ ہو جا شیاطین اپنی شرارت سے کب باز آنے والے تھے کچھ عرصہ زمین پر رہنے کے بعد وہ طوفانی ہڈ پھرتی چلا کر زمین نے بھی پامالنگ لی اس پر آسمان و اٹوں نے زمین پر آنے کی درخواست کی چنانچہ ملاحظہ ہو

”فما شرفنا الجنان علی الارض و قالنا اعطینا الی الارض فلان الله لهم ملک ان یصلوا ولا یعصون فاعطوہ للعین علی ذلک و نزول و هم انزل و یصلون الله دعوا طوبی لکم اعلموا الی المعاصی و ملک الدماء حتی استعذت الارض منهم و قالت ان علوی یارب احب الی“ (البقرہ)

اس کے بعد شیاطین نے حق تعالیٰ سے زمین پر رہنے کی بات چاہی مگر اللہ نے اجازت دے دی اور ان سے اپنی عبادت و احاسیت کا عہد لے لیا شیاطین ایک طویل زمانے تک خدا کی احاسیت کرتے رہے اس کے بعد گلاہوں میں دھماکا ہو گیا حق غور و غریب شرمع کر دی زمین نے اس کی شراب گیزی سے چاہا مانگتے ہوئے اللہ سے فریاد کی الہ العلیین بہتر تو یہی تھا کہ شیاطین کو میری بخشش چاہا دے کرتا۔

جنات و شیاطین کی خباثتوں اور شرارتوں کے نمونے

ذکر و ہاد شرارتوں اور خباثتوں میں انہیں کو کمال تک کتب تک و اس وقت تک کہ زمین میں سے تھا جیسا کہ آج کا اور ہی جنات و شیاطین کی معمولی شرارتیں تھیں وہ ایسے ہمارا واقع ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے ان کی جنس یعنی جنات سے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے جن کو ان شیاطین نے شہید کر ڈالا اور ایسے قتلہ امود کے مرتکب ہوئے جن سے مہر حق نے تک ہو کر لڑائی تو ان کا مسلح اکبر انہیں مقرر ہوا چنانچہ ملاحظہ ہو

”فما یحبب الاحیاء ان اول لیس یبعث من الجنان نبیاً منهم یقال لا عامر بن حمیر لم یبعث لهم من بعد

رہے جس وقت جہات کو دیا جس آبادی سے 38 ہزار سال گذر گئے تو کھرا تھا کہ اس کے مورد عذاب الہی ہے حق تعالیٰ نے اس شخص کو ہلاک کر دیا اور اپنی ماء و نیک بخت المراد میں سے ایک شخص کو عام کیمیا کر کے شریعت عطا فرمائی۔

دوسرا دور

یعنی حریہ 34 ہزار سال پہلے ہونے کے بعد پھر گمراہی اور تا فرمانی اختیار کی اس بار بھی عذاب الہی نے ان کو ہلاک نہ کیا بلکہ جو لوگ نیک رہے تھے ان میں سے بہترین تعالیٰ نے ایک صاحب کو ماکم بنایا تیسرا دور ختم ہوتے ہی پھر وقت بدل گیا اور شروع ہو گیا حق تعالیٰ کا غضب نازل ہوا تا فرماں لوگ ہلاک کر دیئے گئے باقی ماء و نیک لوگوں میں سے بہترین حق تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا۔ جب تک یہ شخص زہر و ہجرات کو محبت و چارہ پاس شخص کی وفات کے بعد جہات میں کوئی نیک شخص باقی نہ رہا زمین پر شرع جہات کے سما کسی نیک جن کا وجود نہ رہا حق تعالیٰ نے (مشتاق کی فوج بھیج کر شرارت جہات کا قتل عام کر دیا جب ہلاک ہوئے جو نیک لوگوں کو پناہوں و قماروں میں جا چکے۔

دعوت غور و فکر

یہ ہے کہ جہات کی ایک لاکھ 44 ہزار سال کی تاریخ احوال کی شرارتوں اور سیاہ کاریوں کا ایک مختصر خاکہ جن کی اصلاح چاہیں نہیں تو مشکل ضرور تھی اسی لئے ایسے شرارتوں اور سلاخیوں کے لئے زبردست تسلیح تیار کی جاتی تھی اور اپنی اصلاحی قوت سے ان کی کاپاپٹ دے اور یقینی بنائے کہ ایسے تسلیح کاروں کی اصلاحی کامیابی کا مطلب بالیسی سے ہم سب کا حشر ہونا لازمی ہے کہ ایسے بد معاشرین کو اپنی اصلاح سے نہ صرف انہیں اپنے جیسا تسلیح کاروں کو ہلاک کر کے ان کی پالیسی نے دنگ کر دیا کوئی قتال کے کان کھولی کر سکے وہ تھا انہیں چنانچہ عطا ہو۔

پہلا امیر جماعت

800 سال کی طویل جدوجہد کے بعد جہات ہکامی سے ہار ڈالے تو حق تعالیٰ نے آسمان اول پر سجدے والے جہات کو زمین پر سجدے والے جہات کے قتل عام کے لئے کچھ اس فوج کا سپہ سالار بھیجا تھا انہیں نے زمین پر آتے ہی جہات کو ہلاک نہ کیا بلکہ حضرت کعبہ اہماد فرماتے ہیں "فَلَمَّا كَلَّمُوا الرَّسُولَ أَوْحَى إِلَهُ إِلَى أَوْلَادِ الْجَنِّ فِي السَّمَاءِ أَنْ تَزُولُوا مِنَ الْأَرْضِ وَتَقْلُبُوا فِيهَا أَوْلَادُ الْجَنِّ وَأَمْرٌ عَلَيْهِمُ الْإِنْسَانُ وَالْجِنُّ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ حَقٌّ أَوْ حَقٌّ لَهُمْ إِلَى قَلْعِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَاحْتَمَوْا فِيهَا فَأَرْسَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْأَحْقَرِ قَهْمٌ وَمَكَّنَ الْإِنْسَانَ مِنَ الْجِنِّ وَحَدَّ اللَّهُ حَقَّ عِبَادَتِهِ فَكَانَتْ عِبَادَةُ أَكْثَرٍ مِنْ عِبَادَتِهِمْ" (الحق المخلع)

ترجمہ : فرض جنت نے جب رسولوں کے احکام کی خلاف ورزی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر رہنے والے جنت کو حکم دیا کہ زمین پر ہمارے جنت کو ملے گا اور اس شخص کو اس لشکر کا سر مقرر کیا کہ جس کی فوج نے زمین پر آتے ہی گل عام شروع کر دیا جنت بھگا جائے۔ ایک مقام پر چلا گئیں ہوئے تو وہاں آگ آ کر ان کو جلا گئی۔ زمین پر ان شخص اور اس کی فوج آباد ہو گئی۔ ان شخص نے اس مرتبہ اس قدر مہارت کی کہ باغ و شاہے معصوم ہوا تو قریب سے آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ شہان ان شخص کا کارنامہ نکلا ہوا تھا۔ مگر اس کی مہارت کا کیا کہا تھا انکار کیا ہے کہ شہان ان شخص جیسا کوئی ایک نہ تھا۔ گویا انکی جنت ایک جگہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ یعنی ظہر اور جہنم کو اسرار۔

ابلیس کا سنہری کارنامہ

ان شخص چنگ مہارت الہی کا دلدادہ تھا اس کا تمام وقت مہارت میں گذرتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو آسمان پر نکال کر فرشتے اس کی مہارت دیکھ کر ششدر ہو سکے۔ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ ایسا مہارت گزار اور قرآن اور بار بندہ فرشتوں میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کی درخواست قبول فرما کر ان شخص کو فرشتوں کی جماعت میں شامل کیا۔ ان شخص ایک ہزار سال تک پہلے آسمان پر رہا۔ مہارت کا ذوق و شوق چنگ روز انہوں تھا۔ حق چارک و قابل نے اس کو ترقی عطا فرما کر دوسرے آسمان پر اٹھایا یہ اس بھی مہارت کہ تار با تار وہاں سے اسے پھرے آسمان پر اٹھایا گیا۔ فرض اس طرح مہارت میں ترقی حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ جنت کے فرشتے رضوان علیہ السلام کی سفارش پر ان شخص کو جنت میں داخل کیا جائے گا لیکن اللہ عز و جل اور شیطان بعد از اس احترام جنت میں نہ گئے گا۔ ان شخص جنت میں پہنچ کر بھی مہارت کرنا بہ فرشتوں کی تعلیم و ارشادات کے لئے ان شخص اہتمام و چارہ۔ ان شخص کے دوسرے خطرات کی یہ شان تھی کہ عرض کے نیچے رات کو اسے خبر لگایا جاتا تھا سر پر نور کا پھر انضام لہرانا تھا۔

روح البیان کا حوالہ

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسے دیکھیں اللہ تعالیٰ کا خطاب حاصل تھا اور وہ تمام شاخوں سے اعلیٰ جگہ معظم بلکہ تھے تھا اور مہارت میں تو ضرب ان شخص تھا اس نے آسمان و زمین کے پیچھے پیچھے مہارت کی اور اللہ تعالیٰ کی مہارت و اعانت میں اسے اور لگاؤ کر فرشتوں نے اسے اپنے استاد اور سردار بنالیا۔ (روح البیان)

قبل از لعنت ابلیس کی شان و شوکت

زمین پر بہت طویل عرصہ تک ظہر رہا ہے۔ تقریباً ستر ہزار سال بھرا ان میں مسودہ جنت کی اور اسے مرے۔

ناظرین! ہمیں میں جہاں کہیں اہل حق کی شان و شوکت کے شاندار پریشان پھر بھی پورے مذاق رکھیں گے۔ لیکن اس کا انجام بھی نہ ہو سکے گا کہ جب اس نے محبوب خدا اور اس کے پیارے پیغمبر کی ناپاؤندی سے منہ موڑا اور گستاخی اور بے ادبی کا رنکاب کیا تو وہی عقیدہ اپنی ذاتی قدر کو گنتی تھے جو لعنت لعنت کہہ رہے تھے اور نہایت ذلت و خوارگی سے دھتکے دے کر اسے کشت سے باہر نکال دیا اور نہ حال لعنت، نہ پکار کے ڈر کر ہمارے ہیں تا قیامت اس کے ساتھ کبھی سلوک نہ رہا۔

(۶) اسے بدست مزار کے باوجود خطاب کے لئے جو وقت کا حشر بچا یا ہمارا اور مرنے کے لمحے جہاں اس سے بدتر کر آگئے کوئی حشر نہ تھا سوائے عرش الخاقی کے۔

(۷) جب تک خطاب و تعلیم اور شادمانگی میں مصروف و چار پر نور کا مکرر انفرادہ میں لوہا نہ جاتا۔ یہ وہی اہل حق ہے جس پر ہم سب لعنت کرتے نہیں تھے یہ کوئی معمولی شخصیت نہ تھا بلکہ اس وقت وہ دہم خورشید خدا تعالیٰ کے بعد شان و شوکت میں اول نمبر پر تھا لیکن ہمارا کیا حکم ہے نہیں حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی و گستاخی سے۔

جس کا سب اور سوجھ بکھر کا صرف ٹکڑا جب وہ نہ کرنا جیسا کہ بعض لوگوں نے تمام میں مشہور کر رکھا ہے کہ شیطان نماز کا ایک سہوہ نہ کرنے اور ٹکڑی ہے سے مارا گیا اس سے ان کی نرہ جو بھی ہو لیکن ان کی یہ بات گنگا بہتی لی جائے تو طوائف و مستحل کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک کہا کر اور دیکھ کر اسے کھرب کا فرار و دانی جہنمی ہو جاتا ہے اور لعنت کا عقیدہ ہے کہ کہا کر کا سرکب فاسق و راجح ہے اسے اللہ تعالیٰ پاپا ہے تو پھر تو پاپا دے پاپا ہے جو ہم کی سزا کے بعد نکلتے لیکن نہ وہ لعنتی ہے نہ وہ کا فر اور نہ ہی ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ لیکن خود راہ مستحل اس کے خلاف کہتے ہیں کہ کبیرا گناہ کا سرکب دانی جہنمی ہے۔

نتیجہ نکالنے

اہل حق صرف سہوہ نہ کرنے اور ٹکڑے سے لدا جاتا تو وہ چارہ و اہلسنت نہ لعنتی ہوتا اور دانی جہنمی کیونکہ یہ دونوں فعل عطا کر میں شامل نہیں بلکہ کبیرا گناہ ہیں حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اہل حق نہ صرف لعنتی اور جہنمی بلکہ وہ تمام مصطفیٰ اور جنیوں کا طرفہ ہے وہ کیوں اس طرف سے لگے کہ وہ گستاخ اور بے ادب تھا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جو بھی نبوت و ولایت کا گستاخ اور بے ادب ہے اس کی اہانت و تمسخر بلکہ محال و مضحک ہے چنانچہ حضرت علیؑ ہاں اللہ کی سزا نے فرمایا

لَا تَعْلُوْا عَلٰی رِجْلِ رَاہِیْہِ وَلَا عَلٰی رِجْلِ عَلٰیہِ وَلَا عَلٰی رِجْلِ عَلٰیہِ وَلَا عَلٰی رِجْلِ عَلٰیہِ

اس سے ثابت ہوا کہ عطا کر مجھ کو نہایت بخشنے میں اور عقیدہ و چارہ و زیادہ کرتا ہے اگرچہ محال صالح کی بیعت ہو۔

تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”نجات عقیدہ میں ہے۔“

لعنت کے بعد اہلیس کا برا حال

صاحب دوح الہویان دوح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکار ہجوۃ آدم کے بعد اہلیس کا جسم خنثی کی شکل میں اور چروندہ کی طرح ہو گیا۔ صورت و جنت فوت سب کچھ لیکن بنایا گیا اور سید ذیل موازین کا مستحق ہوا۔

- (۱) تمام بدنے زمین اور آسمان بول کی بادشاہت کے طوائف جنت کے کمر خزانہ کے ہجوۃ سے محروم کر دیا گیا۔ جسکے پیش پیش تک جنت کا داخلہ نہ۔ (۲) حق تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوا۔ (۳) عروزل میں جہد ل کر کے اہلیس نام جوہر نکلیا گیا۔ (۴) بد بخت لوگوں اور کفار کا قبیح احاطہ کیا۔ (۵) پیش پیش کے لیے طعنوں اور واردہ کیا۔ (۶) معرفت الہی کی دولت سے پیش کے لیے محروم کر دیا گیا۔ (۷) قریب کا صلاہاں کے لیے بند کر دیا گیا۔ (۸) ننگی سے پیش کے لیے محروم کر دیا گیا۔ (۹) تمام جہد شیوں کا طلیب مقرر ہوا۔

فائدہ: اس سے جانتے ہو کہ کشتار رسول علیہ السلام صحابہ و مقام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کا بے ادب اس دنیا میں جاتی ہو، خلق، فاضل، شہری، لہجہ و لہجہ، ننگی، پردہ دار، کورقہ، کاسب سے اونچا اور تمام کا محبوب و مقتدا اور سب کچھ ہو لیکن قیامت میں انہم کے کٹوں سے ہوگا۔ جیسا کہ حضور سرور عالم نے فرمایا

”اللعن علی کل کلاب غفل“

بد مذہب (غفل) جہنم کے کتے ہیں۔

یہ کوئی سہا اہلیس حقیقت ہے۔ غفلت بدل سے کوئی غور فرمائے تو کھتا جائے گا (ان شاء اللہ عروجل)

آدم علیہ السلام سے بغض و عداوت

سب کو معلوم ہے کہ حب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ منتخب فرما کر ان کی تعظیم و تکریم کے لیے ہجوۃ تاجی کا علم فرمایا تو اہلیس کے سوا تمام ملکوت نے تعظیم و تکریم کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”فَسَخَّلْنَا آتَا بَقِيَّتِهِمْ“ (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ ص ۲۴)

تو سب نے ہجوۃ کیا سوائے اہلیس کے۔

دوح الہویان میں ہے کہ جب ملائکہ ہجوۃ میں گئے تو اہلیس نے آدم علیہ السلام سے حد تکیر کر بیٹھ کر لی یہاں تک کہ وہ ہجوۃ سے فارغ ہوئے اور ہجوۃ میں ایک سو سال تک بیٹھے رہے۔ بعض روایات میں پانچ سو سال آیا ہے۔ جب

انہوں نے سراخا کر دیکھا تو انہیں کھڑا ہوا ہے بلکہ اللہ آدم علیہ السلام سے منہ پھیرے ہوئے ہے اور اس فعل سے آدم بھی نہیں ہوتا بلکہ اللہ عز و جل انہیں اللہ میں ہے تو اس کے شکار اور اپنی لڑائی جھڑائی کی توفیق کی حد سے ملا کر وہ بد بھدہ میں گرے۔ مرنے کے لیے دو چھوٹے ہو گئے۔ ایک آدم علیہ السلام کے لیے دوسرا اللہ تعالیٰ کے لیے تھا۔ جب یہ بھدہ کر رہے تھے انہیں یہ بھدہ تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت سچ کر دی جس کی تفصیل پہلے گزاری ہے۔

صرف اور صرف گستاخی اور بے ادبی

تمام سلامی لڑنے خلیق ہیں کہ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کو بھدہ نہ کرنے سے لیکن درجہ ہوا لیکن خلیقوں کہتے ہیں چنانکہ اس نے امر الیٰی عز و جل یعنی حکم خداوندی سے نہ سزا دی ہے بلکہ اس لیے ملعون ہوا۔ ہم کہتے ہیں اس طرح سے تو ہر بندے کا حکم الٰہی عز و جل سے نہ سزا دینے پر ملعون ہو جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حکم خداوندی چونکہ محبوب کی تعظیم و تکریم کے خلیق قرار دیا انہیں سے نہ سزا دیا اس لیے ملعون و مردود ہوا۔

خدا کے نام سے دلائل سبب کی گنجین سکا

بجز وہی کا نہیں رہا جی ہو نہیں سکا

اللہ کے محبوب آدم کی تعظیم و تکریم

آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کا نام اور عزیز و محبوب ہونا اللہ سے ملنے پر مشروط تھا۔ یہ ان کی تعظیم و تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو انہیں سمیت بھدہ و حمید و تحمید کا حکم فرمایا تو اس تعظیم و تکریم کو تو حید کے معانی سمجھ کر ادا کیا تو صرف انہیں نے۔ حالانکہ جملہ ملائکہ کرام جبریل علیہ السلام سمیت تو حید پر تہی میں انہیں سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن انہوں نے یقین کر لیا تھا کہ آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم میں تو حید ہے اس لیے ہم بھدہ تعالیٰ انہیں ادا کر لیا اور اللہ تعالیٰ انہیں تعظیم و تکریم کا ادب کو سمجھنا اسلام سمجھنے ہیں اور دوسرے فرشتے انہیں شریک بدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور حاضر میں حق و باطل کا کھرا سا ہے ہوتا ہے کہ جو محبوبان خدا کی تعظیم و تکریم سے انکار ہے وہ انہیں ہے اور انہیں دولت سے محروم ہے۔ اور انہیں کا بدلہ ہے۔

عداوت ابلیس کا آغاز

جب انہیں کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ زمین پر ایک عزیز و نامور بنا لئے وہ اللہ ہے۔ اسی وقت سے اس نے تم کھائی کہ اللہ اور آدم کا بچے جیسا بنا دیں گا۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کو تو کھلایا کہ اعلان فرمایا کہ ایسی اولاد آدم کو انہیں کے ساتھ جہنم میں

دیکھیں گا۔ **کدافل لعلی :**

لَا تَلْنَنَّ غَنَمَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَنِي نَجَفٍ بَنِي إِسْرَءِيلَ (پارہ ۲۳، سورہ اسہ ۸۵)

بیک میں ضرور غنم گھروں کا گھوسے اور ان میں سے چنے تیری بیوی کریں گے سب سے۔

اس سے واضح ہوا کہ وہ علیہ السلام کا پیلا دشمن دشمن ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اولاد آدم کو کھوا جائے۔

ابلیس کی تابع داری کی تشریح

ابلیس کی تابعداری دو قسم کی ہے (۱) عہدہ میں (۲) اعمال میں۔

شیطان ابن وروں میں اولاد آدم کو اپنے عام خور میں پھنسا ہے۔ ہمارے نزدیک وروں خرابوں (انہی عہدہ وروں) کی تابعداری انسان کو چاہیے ہر بار کرتی ہے لیکن ابلیس کے اصول پر عملی اور فلاح کرداری کی معافی کی امید ہو سکتی ہے لیکن ہر عقائد کی جتنی شیطان کے عہدہ سے مطابقت ہو تو اس کی نجات صرف ناممکن نہیں بلکہ ممکن ہے۔

نوٹ : یاد ہے کہ ابلیس کی تاج سے ابلیس کا عہدہ داری خراب ہو گئی ہے اس لئے کہ وہ انہی سے غلو کا رکھتا ہے، غلو کا ہے اور ظاہر ہے کہ شیطان (ابلیس) کے عہدہ سے عملی سادگی ہوتی بلکہ اس سے ذاتی طور پر غلو ہو گئی ہے۔ صرف دو شاہد بلا شک ہیں۔



ابلیس رشوت خور نہیں

اساتہ عالم ماکم مصر کے کارناموں سے خوش ہو کر ایک دن سلیمان (علیہ السلام) سے کہتا ہے رشوت میں ایک دینار بلکہ ایک درہم تک نہیں لیتا۔ عربین عہدہ الخور **رشوت خور** ہے، بولے میں آپ کو ایک ایسا شخص تھا کہ وہ اساتہ سے زیادہ اسے جاتا تھا وہ ایک درہم تک رشوت نہیں لیتا۔ سلیمان نے یہ چھوڑا کہ اسے فرمایا "اس کا دشمن ابلیس۔" (الحکم الزاہر، جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

ابلیس نمازی

اہل حضرت امام ابلیس شہدہ رضا خان بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک بڑی مشرب باسلام ہوئی اور اس کو خدمتہ قدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی۔ سب دریافت فرمایا عرض کی، حضور میرے ایک عزیز کا عہدہ میں اشتغال ہوا کہ قادیان کی جہی راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک بڑا بڑا ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی پیروی کی کہ کچھ کہہ کر میرا کام نماز سے غافل کر دیا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید ہے افضل

دکرم سے باری تعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔ (ملفوظات جلد ۱، ص ۱۵۳)

نکات: اس کی ہر برائی اور اعمالِ صالحہ کے بارے میں نمونہ کے طور پر عرض کیا ہے، ورنہ ان کے جملہ نیک اعمال کا یہی حال ہے اور برائیاں ان کا ہوا اس سے بدتر تھیں، ہاں دوسروں سے سب بہتر کرنا ہے۔

مزید برآں

اس سے یہ نہ سمجھیں کہ انھیں برائی نہیں کرتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ برائی جو اس کی ذات سے متعلق ہو، وہ ضرور نہیں کرتا۔ شیخ کا یہ ہے کہ شیطان برائی نہیں دہرے نہیں، ادا کو نہیں کر سکتا بلکہ جین لیتا ہوا ہر ذی دوسری عملی غلط کاریوں میں جتا ہے بلکہ وہ تمام اعمالِ صالحہ کے لحاظ سے ناخالص ہے، ایسے پابند ہے جیسے پہلے تھا اور توحید میں رکھیں، اللہ سبحانہ ہے، یہاں تک کہ اب اس کا ہم پر چھٹا ٹکس ہوتا، مگر اعلیٰ مہدات (یعنی اللہ کا بند) ہم بتائے گا۔ انھیں شیطان درجہم وغیرہ نہیں بتائیگا۔



اسن طرح

اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کو ماننا ہے اور اس کی عبادت کو حق سمجھتا ہے اسے خدا ہے یا دشمنی و عداوت اور بغض ہے تو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے اسی لئے ملوثوں ہے درجہم ہے مگر وہ ہے وغیرہ، طبرہ۔ یہی امارا موضوع ہے اس توحید میں جو بھی شیطان و انھیں کا ہوا ہے، وہ بھی اسی کا دوست ہے یا کھو جاتا ہے۔ ایسے پہلے اس نے چار کرنے ہیں جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں بار بار بتایا، انھیں کے پہلے جنوں میں بھی ہیں اور انسانوں میں بھی بلکہ قرآن مجید کا احکام ہی مسئلہ پر ہوا کہ

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (پارہ ۳، سورۃ الاناس، آیت ۶)

جن اور آدمی۔

اور تقریر عرصے اس قسم کے خطروں سے بچنے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔

محبوب خدا اور ابلیس

اس بحث میں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ انھیں نے محبوب خدا ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی اور ان کے ساتھ دشمنی اور بغض و عداوت میں کیا کیا کارنامے سرانجام دیے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

حدیث: ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ میرے محبوب (صورتِ علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور

جو کہ قہر سے پہنچیں اس کا جناب اسے۔ چنانچہ شیطان ایک ہڈے کی شکل میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں شیطان ہوں لہذا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا آپ کے پاس آئیں اور آپ میرے پیچھے آئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا یہ بتا میری امت میں تیرے دشمن کتنے ہیں؟ شیطان نے جواب دیا۔ چودہ فرمایا کون کون سے؟ شیطان نے کہا اے سب سے پہلے تو میرے دشمن آپ ہیں۔ دوسرا میرا دشمن اہل بیت علیہم السلام ہے۔ تیسرا صحابہ کرام و ائمہ دین ہے۔ چوتھا کفار و منافقین ہے۔ پانچواں اہل بدعت ہے۔ چھواں اہل فتنہ ہے۔ ساتواں اہل بدعت ہے۔ آٹھواں اہل بدعت ہے۔ نوواں اہل بدعت ہے۔ دسواں اہل بدعت ہے۔ اسی لیے حضور نے فرمایا کہ میں نے اپنے دشمن کی دشمنی کے لئے کبھی کبھی کھڑے ہونے سے باز رہا ہے۔

انکو کرنا چاہئے والا۔ (روح البیان)

حافظ: اس حدیث پاک سے میرا مقصد یہ ہے کہ اہل بیت کی سب سے بڑی دشمنی جسے آپ ﷺ کے ساتھ ہے اس نے اپنے دشمن کی دشمنی کے لئے کبھی کبھی کھڑے ہونے سے باز رہا ہے۔



عقیدہ

سب سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ امت کا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی ﷺ معصوم ہیں اور اہل عز و اہل آپ ﷺ کے لئے کافی ہے۔ اس سے کہ شیطان آپ ﷺ کے جسم میں انھوں کے افواہ سے کوئی ایسا بھینچائے اور آپ ﷺ کے کلمہ مبارک میں دوسرے ملامت کرنے لگے شیطان کو یہ عقیدہ نہیں ہے کہ وہ آپ کو جسائی ایذا پہنچائے یا آپ کے پاک دل میں کوئی دوسرا لے۔

حضور ﷺ کا شیطان مسلمان

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم سے کوئی نکر قرار کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس کا ساتھی جو اس سے اور اس کا ساتھی مرفقوں سے“ انھوں نے عرض کیا اور آپ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا اور میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو اس پر دعویٰ نہیں دیا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

عشیر خیر شیطان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس معنی میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ بعض راویوں نے حدیث میں یہ کلمہ

زیادہ کیا ہے۔ **فلاں امری الا بخیر**، مجھے وہ صرف نیکی ہی کی بات کہتا ہے۔ حدیث کا لفظ **اَنْتَلَمَّ** بالفتح بعض دیگر روایات میں ہم کے شہرہ کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کہ میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں۔ بعض محدثین نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور اس کو ترجیح دی ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کا قریب یعنی ساتھی کفر سے نکل کر اسلام کی طرف آ گیا ہے۔ یعنی وہ فرشتہ کی طرح ہو گیا ہے وہ نہیں غم دیتا مگر نیکی کا۔ یہ ظاہر حدیث ہے اور بعض محدثین نے حدیث میں **ماستسلم** (استہد کیا ہے) کا ضمیمہ اضافہ دعوۃ اللہ علیہ نے افکار شریف میں۔

ضافہ: جب کہ یہ عجم آپ کے شیطان اور آپ کے قریبی کا ہے جو نئی آدم پر مسلط ہے۔ پس کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جو آپ کے بعد ہوئے اور جن کو آپ کی صحبت و قربت نصیب نہیں ہوئی۔

واقعات دشمنی ابلیسی

شیطان بہت بچوں پر آپ کے دوسرے آثار ہوتے ہیں اس بات میں دہشت کرتے ہوئے کہ آپ ان کی کامیابیوں میں انہیں جتن پائیزہ نہیں کو سرور کہ وہ ملا سکتا تھا مگر اس کے باوجود کوشش کی کہ آپ کو اپنی طرف مشغول کر دیں۔ مگر ناکام ہو کر پلٹ گئے۔ جیسا کہ ایک بار ایک شیطان نے نماز کی حالت میں آپ سے تعرض کیا تو آپ نے اس کو پکڑ کر قہر کر دیا۔



والمسلمین اربعۃ

شیطان ہنسی کی شکل میں

صحابہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آیا مہاراج نے کہا کہ ٹی کی صورت میں؟ اس نے میری پہلاز کو قطع کرنے کے لئے مجھ پر حمل کیا تو اٹھ کھڑی نے مجھ کو اس پر قہر دیا۔ میں نے اسے دھکا دینے کا ارادہ کیا کہ اس کو سختوں سے باہر دال تاکہ کب کا تم بھی اس کو نیچے لو لگاؤ میں نے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد کیا:

لَقَدْ رَأَىٰ اٰخِیْرَیْنِ وَحَبَّ لَیْ شَلٰکَ لَا یَنْزِیْہُ لَا عِیْدَ مِنْ تَقْدِیْرِیْ بَلْکَ اَنْتَ طَوْفَلٌ

(ماہ ۴۴ سورۃ اسراء ص ۳۵)

(میں نے پہلے اسلام نے عرض کی اسے میرے دے دے اور مجھے کسی مخلوق خطا کر کے میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو۔
وہ کہہ توئی ہے بڑی دیر والا۔

اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

آگ لے کر آیا

حدیث احمدیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دشمن میرے پاس آگ کا انگارے لے کر آیا تو میرے ہاتھ پر مارے (اس حدیث کی اس شاندار چودہویں روایت آپ نے اس سے اللہ کی پناہ مانگی اور اس پر لعنت کی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس سے پہلی بات ذکر کروں اس کے آگے وہی ذکر کیا جو پہلے ذکر ہوا وہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو کچھ کر دوں گا تو مجھ کو دیر کے بچے اس سے کہیں گے۔ ایسے ہی امراء و برہمن آئے کہ ایک طرح سے آپ نے آگ کے شعلے کے ساتھ آپ کا حق تعالیٰ کا حق تعالیٰ کے آپ کو وہ کلمات سکھائے جن سے آپ اس کے شر سے اللہ کی رحمت کے ساتھ چھٹ جائیں جو ذکر ہوئے۔

شیطان نجدی

جب شیطان بدو راست شریک بنانے سے عاجز آیا تو گھراس نے آپ کو شریک بنانے کے لئے آپ کے دشمنوں کو اس کا واسطہ بنایا۔ جیسا کہ جب قریش حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ایک محلوہ طہم پر باہمی مشورہ کے لئے بیٹھے تو شیطان ایک نجدی شیخ کی صورت میں ان کے پاس آیا۔



شیطان غزوہ بدر میں

بدر میں مراءقین مالک کی صورت میں ان کے پاس آیا اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا

وَإِذْ لَقِيَ اللَّهُمُ الشَّيْطَانُ أَهْتَأَ لَهُمْ (پارہ ۱۰ سورۃ الاحزاب، آیت ۴۸)

اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام کئے کر دکھائے۔

ایسے ہی ایک جہت حقہ کے وقت میں دو لوگوں کو آپ کے حال کے ساتھ اور باہر تھوڑا سا قلم تمام مواقع میں شیطان نے رسول خدا ﷺ کی عداوت و دشمنی میں کمر بند پہنڑی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی خورجعت فرماتا ہے۔

ہرنیبی (علیہ السلام) اور ولی

شیطان کا حملہ ہر ایک پر ہوتا ہے انبیاء و علیہم السلام ہوں یا اولیاء و کرام یا عوام صرف فرق یہ ہے کہ انبیاء و علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء نے کرام مخلوط۔ ہاں عوام پر دانا چلا جاتا ہے اگر جس خوش قسمت کو کسی ولی کامل کا دامن نصیب ہوتا ہے تو وہ بھی اس کی شرارت سے بچا جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے کسی کو بچالے دے گا مگر عوام کا اس کی شرارت سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔

اولیاء سے شیطان کی پناہ

شیطان الجس سے پوچھا گیا کہ تم اللہ پر (اہل ایمان) کو کفر کرنے میں کس قدر کامیابی کی امید رکھتے ہو اس نے جواب دیا اور انہیں گمراہ کر دیا ایسے ہے جیسے کرمیہ میں عوٹاب کیا جائے یعنی ہم اپنی عادت پر مجبور ہو کر اگر انہیں دیکھ سکتے ہیں تو انہیں کسی قسم کا نقصان نہیں، جیسے بہت بڑے دریاؤں میں عوٹاب کردیا جائے تو دریا کا کیا ٹکڑا ہے۔ ویسے سورج کے انوار کو پلوگوں سے بچایا جائے یعنی جیسے انوار شمس کو پلوگوں سے بچالے والا ایک احق اور پاگل سمجھا جاتا ہے ایسے ہی حضرت امویہ رضی اللہ عنہ کو گمراہ کرنے والے کو ہم اپنی عادت (شیطان) میں پاگل اور بھونکتے ہیں۔

(رد المحتار، مسئلہ الحکم)

نبی علیہ السلام کے بچپن کا دشمن

اللہ رسول اللہ ﷺ بچپن سے دشمن تھا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ اپنی عزت و عظمت کو کاغذ کاغذ کا ہر فرما دیتا تھا جسے آپ کے بڑے سے بڑے دشمن بھی افراد کے بغیر نہ دیکھ سکتے تھے۔ انہیں بد بخت ایسا ملتی کہ دشمن ہے کہ بد بخت نشان چلنے کے بارے میں خدا کا پاکہ بھر پور جواب دیتا ہے کہ اس کی ضرورت سے عزت و عظمت میں کمی نہیں آنے کی لیکن عزت گمانے کے لئے اپنے طور پر لگا دیتا ہے چنانچہ خیر کعبہ کے بعد خیر اسود کی نصیب کے وقت اس نے جو گل نکھائے وہ اس کی نبوت دشمنی کی واضح دلیل ہے۔

جب قریش خیر کعبہ کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں خیر اسود نصیب کرنا تھا تو یہ قبیلے نے اپنا خیر رکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور ہر ایک نے یہی چاہا کہ خیر اسود کے نصیب کی سعادت سوائے اس کے کسی اور کو حاصل نہ ہو۔ اس سے سخت اختلاف اور جھگڑا ہوا کہ یہاں تک کہ سب جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور بعض قبائل نے دستور رب کے مطابق غول کا پتلا ہمارا اور اس میں انگلیاں ڈال کر عہد کیا کہ ہم مرتے دم تک لڑیں گے۔

چاند روز تک یہ کٹھن کش مار مار کر لڑی پانچویں روز مسجد حرام میں اس قبیلے سے سب صلح ہوئے کہ شاید صلح کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ اسی ہی منظر پر جب سے زیادہ عمر کا تھا اس نے مارے دلی کرکٹ مچا جو انہیں سب سے پہلے باب غنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہوا ہی غم قرار سے دیا جائے اور اس کا لیلہ حلیم کر لیا جائے۔ سب نے اس مارے کو مستحکم کر لیا اور دوسرے روز ہر قبیلہ کے معزز آدمی موقع پر پہنچ کر دیکھنے لگے۔

خدا کی قدرت کہ سب سے پہلے مسجد میں داخل ہونے والے ہمارے نبی ﷺ تھے۔ جب ان کی انہریں آپ کے

جو کہ انور پر چلی تو سب کے سب پکارا اٹھے۔

هذا محمد هذا الامين قد رحبنا به (خدا شریف، ص ۸۷)

یہ تمہارا ہے، یہ تو امین ہیں (اس کے چیلنے پر) ہم سب راضی ہیں۔

دعوتِ عالم ﷺ نے حالات کا جائزہ لے کر انکی بہترین تدبیر فرمائی کہ سب کے سب ٹوٹی بھی ہو گئے اور ایک بہت بڑے بھگڑے کا جائزہ بھی ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تمام قبا ئل اپنے اپنے ایک سردار منتخب کر لیں۔ جب انہوں نے انتخاب کر لیا تو آپ نے ایک چادر بچھا کر قرآنِ اسود کا اٹھا کر اس میں رنگہ بڑا اور ان منتخب سرداروں سے فرمایا کہ چادروں طرف سے چادر کے گوشے اور کنارے تمام کرنا اور اٹھائیں جب چادر مقامِ نصب کے برابر آگئی تو آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قرآنِ اسود کا اٹھا کر نصب فرما دیا اور پھر قیام ہوئے گئے۔

علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تمام لوگوں نے آپ پر انکسار و خاموشی کیا تو شیطان نے جو کہ شیخ نجدی کی صورت میں اس کے ساتھ تھا چلا یا اور ملا۔ اسے قرآنِ پیرا تم محمد (ﷺ) پر راضی ہو گئے جو ایک غلام اور یتیم ہے کہ وہ اس بچہ کو کہے جاتا کہ تمہارے بڑے لوگ اس کام کے مستحق موجود ہیں قریب تھا کہ اس کی شرارت سے شہر و قبا ئل ہو جاتا مگر وہ خاموش رہا۔ (ازدہانی شرح مسابیح جلد اول، طبقات ابنی سعد، جلد اول، ص ۱۳۹)

اسباقی شہرت

(۱) انھوں نے ایک تو اس وقت شیخ نجدی کی صورت اختیار کی، کیا اس سے جانب نکلی ہوتا کہ نبوت و وحی نجدیہ کو کتنی ہے (۲) دشمنانِ مصطفیٰ ﷺ نے نجدی صورت کو کچھ کراچییت عسوں کی بلکہ اس کی شمولیت کو راست عسوں کی جمعی تو ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم جنس یا ہم جنس پر دار

مشرکین کہہ دینی مصطفیٰ میں شیخ نجدی کی وفات کو بہترین سعادت سمجھتے تھے جمعی تو اس کی شرارت کو اہمیت دے کر بعض نے مسائل کو گڑبڑ کرنا چاہا لیکن چونکہ قدرِ درجا پر ہی کو حکومتِ قادیان کے معاملہ فرما ہوا کہ (۳) اس وقت تک کہ میں دشمنانِ نبی ﷺ کے غری میں مصطفیٰ کریم ﷺ کو ایک بہت بڑا اور اثر و نفوذ کر رہے تھے لیکن انھوں کو معلوم تھا کہ وہی محبوبِ خدا ﷺ ہیں جنکی کو قدر و جوار نے انکی طرفوں سے سزا دیا ہے اسی لئے اسے یہ اثر و نفوذ بھاریا، ایک لذت چاہا کہ وہ جان تھا کہ میری دلیل نہیں گئے کی لیکن آواز تو اٹھائی۔ ایسے ہی دشمنانِ مصطفیٰ کی ہر دور میں عادت رہی اور وہ ہے کی خطا ہمارے دور میں رسول اللہ ﷺ کے میلاد پاک اور ۱۲ ربیع الاول شریف کو اہلوسنن نے اس عام سے حکومت تک اس سعادت

سے سرشار ہے اور کائنات کو بخشنے ہے کہ ہماری کوئی نہیں سنے گا لیکن پھر بھی ہے تجھے یا مائت انہدات میں پھر بصورت
 انہدات و درمائی شائع کرتے ہیں لیکن اس طرح مذہبی کھانی چلتی ہے جیسے انہیں کہ تصویب قرآن کے وقت (۴)
 ہست تو بظاہر کج اور ٹھیک کہی کہ واقعی رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنے گھر پر مقیم تھے اور اہل قریش میں اس وقت ان کی
 نفروں میں بڑی قدر اور فضیلت موجود تھیں لیکن بظاہر یہ کہہ دیا لیکن احمد بن حنبلہ، رسول اللہ ﷺ کے اموات و کرام
 کو انہیں پہنچا، تھا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی اور ہے کہ دل میں ہو کہ لیکن زبان سے نہ کہہ۔ تفصیل آتی ہے (۵)
خدا اللہ (۵) اس کا ہر دشمنی کے موافق فتنہ کی شکل میں کرتا ہے میں کوئی راز تو چھوڑا ہے تو سوائے انبیاء علیہم
 السلام اور کائنات اولیاء کے ہر شخص کی مصدت میں آئے گا اختیار حاصل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ کی شکل میں ہے کوئی
 کا۔

اعجوبہ

تفسیر قطبی میں تو لکھا کہ جب **”مفسر“** اتر جائے گا حکم ہوا آدم علیہ السلام سرانہ پ (۱) میں اور جواد رضی اللہ عنہما
 ہدہ میں اور انہیں ریل میں اور سانپ لے میں۔ لیکن تاریخ جعفر طبری میں انہیں کا سوا دسندہ بالخصوص بلکان میں لکھا اور
 یہ قول جبر مفسر ہے اس لئے کہ کہاں قطبی کہاں طبری کیونکہ قطبی کاظم طبرستان کا کاتب مؤرخوں سے ہیں اور انہوں نے
 کیونکہ اپنی تفسیر میں سب اصل اقوال لانے سے احتراز کا اصول مل رہا ہے اسی لئے اکثر اہل تفسیر نے قطبی کا جہاد کیا ہے
 جعفر طبری کا قول مان لیا جائے تو اس کا مطلب اس کا ہر ہے کہ اس سے کب لازم آتا ہے کہ تمام اہل سندہ اور اہل
 بلکان اشہد ہیں ایسے سرانہ پ میں سیدنا آدم علیہ السلام کے خط سے تمام سرانہ پ کی یاد اور صالحین ہیں۔

تبصرہ اویسی ففریہ

جہول طبری سندہ بالخصوص بلکان کا قول مان لیا جائے تو بھی ہم حق بجانب ہیں کہ اہل بلکان کو لوہاں کے دہانگان
 کو اٹھاتے تھے اور اہل کرام بھی بہ نسبت دوسرے غلوں کے بیشتر طاغرانے کہ صرف شہر بلکان میں صالاکہ سے
 راجع اور لیاے گا لیکن مدافون ہیں پھر اوج شراف میں اولیاء کرام کی مرکزیت مسلم ہے اس کے ساتھ کہ راست بہادل پھر
 کے مصلحت اور لیاے کرام کی اولیاء پادری کسی کو معلوم نہیں۔ سندہ میں غلو سے لے کر تکبر تک لگاؤ ڈالنے کہاں سے کہاں
 تک اولیاء کرام کی کھوت محسوس ہوتی ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ شیطان کی شرارتوں سے بچنے کا واحد عمل اولیاء
 کرام سے وابستگی ہے ورنہ شیطان اسی ریز کو کمر لگائی کی طرف بھیج کر لے جاتا ہے جو اولیاء کرام کے دامن سے جڑت

نہیں۔

شیطان کی رسول دشمنی کی جدوجہد

جب حضور اکرم ﷺ انصار سے مدینہ منورہ کی ہجرت کا معاہدہ مکی میں فرما رہے تھے تو ایک شیطان بھاڑ کی چوٹی سے یہ لٹکا رہا کہ اگر چنانچہ اور اہل مکہ کو پکار کر کہا کہ لوگو! محمد (ﷺ) اور اس کے فرقہ کے لوگ تم سے لڑائی کے مشورے کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پروا نہ کرو۔ (صحیح البخاری، صفحہ ۹۰)

شیطان کی شرارت

حضرت عامر بن دعیجہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے کہ یہاں ادا سے آواز آئی تو گواہ (ﷺ) پر چڑھائی کرو۔ حضور سرور کو میں ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کے لشکر کا ایک شیطان ہے اور جو شیطان کسی نبی پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ ضرور مارا جاتا ہے۔ تمہاری دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے ایک غلام جن نے جس کا نام گنگ تھا اور میں نے اس کا نام محمد بن عبد اللہ رکھا ہے، اسے شیطان کو مارا اور ہے چنانچہ پھر میں یہاں سے آواز آئی **الحسبي الله وسعبرتي** (یہ اللہ ہی کا حامی ہے، میں کو بھی ہے) یعنی ہم نے سحر کا ٹکڑا کر ڈالا۔

خاتمہ : شیطان نبوت دشمنی میں اپنا بہت بڑا لشکر رکھتا ہے۔ قرآن مجید تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے لشکار اور تمام نبیوں کی سرکوبی کے لئے سوچا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کا ہر دور پر مصلحتی کریم کے لئے سو فیصد گنج پائیں گے۔ آج بھی اس کی آزمائش کر سکتے ہیں کہ جہاں بھی نبوت کی گستاخی اور بے ادبی کی معمولی بدواعتق ہے تو غلامانِ مسیحی ﷺ کٹ مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

ابلیس کی نبوت دشمنی

قرآن نے ثابت کر دکھایا کہ ابلیس آدم اور اہل آدم کو کافرانہ تائید سے ان کی شان بگڑانے کے وہ پہلے رہے گا۔ ہم چند نمونے عرض کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ شیطان اپنی عادت پر انبیاء کے مقام و درجہ کے کام پر عمل کرنے سے باز نہیں آتا لیکن انبیاء کے مقام مصدوم اور اہل کفر کے کام محفوظ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ جِنَّةً مِّنْ أَيْنِ لَّكَ عَلَيْهِمْ شُفَعَاتٍ (پارہ ۱۲، سورۃ الحجرات ۳۶)

وَلَكِنْ مِّنْ دُونِ فَتْنَةٍ يَّبْتُلِيكَ

لکھ شیطان نے خود اصراف کیا، جیسا کہ اس واقعہ میں ہے:

قَالَ لِيُؤْتِكَ اَلْاَمْرَ تَنْتَهُمُ اَنْتُمْ هِيَ ۝ اَلَا جَاءَكَ مِنْهُمْ الْمَخْلُصُونَ ۝ (پارہ ۲۳ سورۃ صافات ص ۸۷، ۸۸)

یہودی تیری امت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا مگر جان میں تیرے بچے ہوئے بندے ہیں۔

اور سورۃ النبیان جلد ۱، سطر ۳۳ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک مروجہ شیطان کو کچھ کڑا طے کر مارنے کے لئے دوڑے۔ شیطان نے عرض کی اے ابراہیم! میں باطنوں سے تجھے مارتا ہوں مگر تو مارتا ہوں تو عارفین باطن کے دل کے عرفان کی شعاع سے مارتا ہوں جو ایک سورج کی مانند ہے۔

حافظ ۵: گو یہ انبیاء اولیاء پر حملہ کرنے سے اپنی ہار مان گیا لیکن اس بد بخت یہودی کو کہا جائے کہ ان کا ہوا صحت بخیر نہ ہی انبیاء اولیاء کی توہین اور گستاخی اور بے لوثی ہے تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ لوگ اٹھیں لیکن سے بھی وہی وہی آدم کے بچہ ہو گئے۔ آئندہ اوراق میں چند نمونے انھیں کی انبیاء اولیاء و وحی کے پیش کر کے اس کے حق کا اور کافرانے عرض کر دیں گا۔

اہلبیت کی نبوت دشمنی کے نمونے

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو آدم علیہ السلام کی انبیت **فَلْيَاۤءِ اَتَاۤءُكُمْ بِاَسْمَائِهِمْ** (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ ص ۳۳)

﴿وہ آسمان نے انھیں سب کے نام بتا دیے فرمادے﴾ ۵۱ بت فرمائی تو آخر میں فرمادے:

وَاَعْلَمُ مَا تُكَلِّمُونَ وَاعْلَمْتُمْ فَتَكْفُرُونَ (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ ص ۳۳)

اور میں جانتا ہوں جو تم کو تم پہنچاتے ہو۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ فرشتوں کا گناہی بہت کہتا تو وہی جو پہلی میں ذکر ہوا یعنی **فَلْيَاۤءِ اَتَاۤءُكُمْ بِاَسْمَائِهِمْ** ﴿یَاۤءِ اَتَاۤءُكُمْ بِاَسْمَائِهِمْ﴾ (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ ص ۳۳) ﴿یَاۤءِ اَتَاۤءُكُمْ بِاَسْمَائِهِمْ﴾ کہے گا جس میں لہذا پہنچانے اور

توہین پر مبنی کرے۔ ﴿اور لگتی ہوئی بات سے انھیں کا وہی ارادہ مراد ہے، وہی تھا جو وہ اسب الرحمن مع ابن کثیر جلد ۱، سطر ۱۱﴾ (واللہ اعلم) ﴿توہین کی تفسیر ستر مصرح﴾ میں ہے کہ اس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے قالب کو پاکیزہ لیکن (صلی) سے بنایا اور اپنے یہ قدرت سے پیدا کیا اور یہ قالب خدا کی چالیس ہون تک چل رہا ہوا اس درمیان میں انھیں اس قالب خدا کی کے پاس آکر اپنے پاؤں سے ٹھوک مارتا تو اس میں سے ٹھکانا ہوتی۔ پھر انھیں اس قالب کے سر سے گھٹا اور اسل سے لٹکا اور اسل کی جانب سے گھٹا اور سر کی جانب سے لٹکا تھا اور کہا کرتے کہ چچ نہیں اور نہ کارہید اور اور اگر میں تھی

مسئلہ ہوا تو میں گھڑک چڑھا کر دوسرا کا سودا کر تو گھر پر سر دھار دیا کیا تو میں ہرگز تیرا کیا نہیں مانو گا اور آج۔

خاتمہ ۵: گویا انھیں نے ابتدا ہی میں دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کے محبوب اور خلیفہ سے دشمنی کرے گا۔ یہی طریقہ اور طریقہ آج ہمارے حریفوں کا ہے جیسے تمام اہل اسلام نے اظہارِ بات میں بڑا معاودان کی تقریریں سنیں، تقریریں دھتھالیف چڑھیں، عرب شریف میں ہمارے دیکھیں ان کا عزم ہے کہ اگر حکومت الٰہیہ کے قیام سے پہلے دلائیائے کرام کے حرمانت کو سہارا کریں گے۔

اس سے ناظرین سوچیں کہ انھیں کے کارناموں سے انھیں دلچسپی کیوں، اور وہ ایمانِ مزاحم کے بھانے یہ ظاہر کرتے کہ اگر ہم دوسرا اقتدار کے قیام پر ناخوش کا قیام قیاس کر دیں گے۔

گستاخ اہلبیت

خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا مبارک چار فرمایا تو فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے اس بچے مبارک کی زیارت کرتے تھے مگر شیطان لعین صعد کی آگ میں جل بیٹھا اور ایک مرتبہ اس مردود نے بغض اور کینے میں آکر حضرت آدم علیہ السلام کے بچے مبارک پر تمکد دیا یہ تمکد حضرت آدم علیہ السلام کی جانب مبارک کے مقام پر نہ ہوا۔



نبوت کا گستاخ اہلبیت

”مسجد ر“ کی تقریر میں طبرستانی نے لکھا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو مجبور کیا جس کا انھیں نے انکار کیا جب تک کہ مجبور نہ ہو کر سچا انھیں نے آدم علیہ السلام سے منہ پھیر کر بیٹھ کر لی۔ یہاں تک کہ وہ مجبور سے قائل ہو گئے اور مجبور میں ایک سو سال تک بچ رہے۔ بعض روایات میں پانچ سو (500) سال آیا ہے۔ جب انہوں نے سزا کھا کر دیکھا تو انھیں کھڑا ہے۔ بلکہ آدم علیہ السلام کو بیٹھ کر کے کھڑا فرشتوں کو دیکھ رہے تھے اس لیے فرشتے دوبارہ مجبور نہ ہو گئے۔ ان کے لئے دوبارہ ہو گئے۔ ایک آدم علیہ السلام کے لئے، دوسرا اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی جنت، حالت، صورت، ویت، نعمت سب کچھ لیجین لیا۔ طبرستانی فرماتے ہیں کہ اس کا جسم حقیر کی شکل میں چھوٹا ہو گیا، طرح کر دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے عیسیٰ دجیل تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعد میں شیطان کو تنگ ہوا کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو مجبور کرے۔ میں تیری قبر پر قول کر کے تیرے گلاہ حاکم کر دوں گا۔ شیطان نے عرض کی جب میں اس کے جسم کو سہا ہونے دوں تو کھراس کی قبر اور میت کو اس طرح مجبور کروں۔

حدیث شریف

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شیطان کو قیامت میں ہزاروں سال کے بعد دوزخ سے باہر نکال کر آدم علیہ السلام کے سامنے کھڑا کرے گا اور وہاں تکم لہرائے گا ابھیں جو اسے اللہ کرے گا، پھر اسے دوزخ میں ابھیں گے اسے دہشے کا حکم کیا جائیگا۔ چنانچہ ایسے ہوا کہ اس نے اللہ کر دیا تو وہ اسے دوزخ میں رہے گا۔ (روح البیان)

ابلیس کی یوسف علیہ السلام کے ساتھ دشمنی

تفسیر میں ہے کہ جب یہا نیوں نے یوسف علیہ السلام کے متعلق مشورہ کیا تو شیطان ہوا صاحب چنان حال میں کہ اخوة یوسف کے اس حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ یوسف علیہ السلام کا خیال ہے اب وہ بڑا بڑا قورہ تمہیں بچا لگام بنائے گا۔ یہا نیوں نے کہا تو فرمایا ہے وہ اس کے متعلق کیا کیا جائے۔ شیطان نے کہا:

”اَفَلَا يَؤْتِيَنَّكَ“ یوسف علیہ السلام کو قتل کرو۔ **”فَوَاطِرْ حُوفِ اَزْحَا“** یا سدا اٹھ ادا کی اور میری اور غیر صرف میں جہاں ہیں سے دور ہوا کہ اس میں جاگ ہو یا کسی جگہ پھوڑا جہاں سے سے کھا جائیں۔ (قرآن مع روح البیان، پارہ ۱۲، سورہ یوسف، آیت ۹)

حافظ : شیطان کو معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام اس کا رونا دہنی سے کہہ نہ کرے گا لیکن حادثہ سے گنبد خزان کی شہادت و باگت کا مشورہ دے ہی وہ اس طرح اسے اپنے تخت کے مجلس لوگوں کو کہتے ہیں کہ شاید نعمت و دولت کے معمولات نہ بند ہونے کے ہیں نہ بند ہو سکتے ہیں لیکن حادثہ کی مجھ کی پرانی دل کی بھڑاس نکال ہی دیں گے خلاف چند سالوں کی بات ہے کہ چند ہیں کے ایک کروڑ نے گنبد شعراء کو گرانے کا مشورہ دیا جس پر عالمہ اسلام کے احتجاج پر ٹھہری حکومت کو مشورہ کرنی پڑی اور بعد میں دانی کے ساتھ نہ جلیوں کے متعلق حکام سے لے کر تمام ملک کی دانتگی سے حاکم کو کہانی اور بھڑی و سودی وغیرہ ملنے لگے کسی فریادیں کرتے ہیں۔ یہی ایسی طبیعت کا کرشمہ ہے۔

ابلیس غالی توحیدی

ابھیر تا حال اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا قائل ہے اور وہ خود پر انعام و نعمت ہے کہ وہ قیامت میں بھی دوزخ میں رہتا تو دل کرنے کا لیکن غیر اللہ کی تعظیم یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا کہہ کر ابھیں اس سے بڑھ کر جو اللہ کے عقیدہ پر صلب و مضبوطی اور کیا ہو سکتی ہے۔

نکات : اور کہنے کہ شیطان ابھیں انکار اللہ تعالیٰ نے لہذا وہ جو جہی تا بھاری کرے گا سے اور جہی جہنم میں داخل

کہنا۔ یہ لڑاکا شیخ کر دیا کہ شیطان کی برائی جنہم میں ضرور جا لگی اور اس سے اس کی ذاتی تعلیم یعنی مٹا کر مراد ہی اور اس کے ساتھ شریک کو لوگوں کو بھی جنہم نصیب ہوگی تو ان کے بد عقیدوں سے حد تک باہر ہے کہ شیطان ذاتی نہیں۔ چونکہ اس نے ان لوگوں اور شیعی دوسری ملی علماء کا رویہ میں جتا ہے بلکہ وہ احوال ساتھ کے لحاظ سے تاحال، اسے پتہ ہے جسے پہلے قادیانہ میں دیکھنا اور دیکھنا اس میں ہے یہاں تک کہ اب اس کا نام پڑ چکا ہے کہ وہ مازیل (یعنی مہبط یعنی طیارہ) خدا نام لگا چکا۔ انھیں شیطان درجہ اولیہ و غیرہ نہیں بتائے گا کیونکہ جتنا اسے صرف تو حید میں انہماک ہے کوئی اور اس کا ہم پائ نہیں ہو سکا اسے ہم تو خود ایسی سے تعمیر کرتے ہیں۔

شیطان نجدی کی شکل میں

تمام کتب حدیث دہریہ و تاریخی باب ہجرت النبی ﷺ میں لکھتے چلے آئے اور ہم سب پڑھتے آئے اور پڑھتے رہیں گے کہ شیطان کافر ہیں سے کتاب یاد ہے کہ وہ جب بھی انسانوں کے گھس میں آیا تو ٹھہری بیٹھی کر آیا۔ ہم اصل عربی لکھتے ہیں تاکہ عربین کو یقین ہو کہ انھیں کی برائی و دنیا میں کہاں ہے۔

”عن عبد اللہ بن عباس وحی اللہ علیہما قال لما اجتمعوا للذاتک العبدوان بد حلو الی دار النورۃ ثم مشاوروا فیہا فی امر رسول اللہ ﷺ عذر علی الیوم الذی العبدوا له وکان ذالک الیوم یسمی یوم الزحمة فاعتبرہم ابلیس لعنہ اللہ فی ہینہ شیخ جلیل علیہ ین کہ فواف علی باب الدار فلما راوہ والفا علی بابہا قالوا من الشیخ قال شیخ من اهل نجد سمع بالذی العبدتم له فحضر معکم یسمع ما تقولون وحسب ان لا یعلمکم منه راہا ولفحہ قالوا اهل الدار اهل الدار حل معہم لعنہ اللہ علیہ“ (سیرت ابن ہشام، جلد ۲، صفحہ ۹۳۔ تاریخ طبری، جلد ۲، صفحہ ۹۸۔ انہار باب النہای، جلد ۲، صفحہ ۲۵)

توجہ: محدثی ہیں جنہی انہی جہا سے روایت ہے فرمایا محدثی ہیں جنہی انہی جہا سے روایت ہے کہ روایت نے اتفاق کیا اور دہریہ میں اہل ہونے کے لئے چار ہونے تاکہ دارالحدیث میں رسول اللہ ﷺ کے حلق مشورہ کریں گے صحابی تہدی کر کے آئے اور اس دن کا نام جنت نام لکھا گیا تو انھیں جنت اللہ علیہ ایک بھاری چادر ڈال کر شیخ ٹھہری کی فعل میں آکر دوازے پے کھڑا ہو گیا دیکھا تو چہما آپ کوں ہیں۔ کیا میں شیخ ٹھہری ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تم رسول اللہ (ﷺ) کے لئے مشورہ کر رہے ہو میں بھی اس میں شامل ہوتا چاہتا ہوں تاکہ کوئی مشورہ مشورہ سے سکوں۔ انھیں ہے تم اس میں کوئی غلطی نہ کیا یا۔ سب نے کہا خوب، آئے پھر لایا۔ لایے اس پر وہ انھیں ان کے ساتھ چلے گیا۔

درس عبرت: کہیں بکر حنفی کہاں نجد لیکن جب آپس میں عشق و محبت ہو تو وہ دیناں بٹ جاتی ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کفار کو بہت دشمنی میں شیطان بخدائی کے بہت کمر سے دست ہے بھی تو ہم میں کفر و راسخ و پہلا غش آمد کیا۔

ابو جہل کو ابلیس کی شاباش

جب دارالحدودہ (مکہ شریف) میں حضور اکرم ﷺ کی دشمنی میں کفار مکہ نے مجلس شہری میں مختلف آراء قائم کیں تو انصاف ابو جہل بن هشام و اللہ ان لی الیہ لولیا حال اکرم و قطع علیہ بعد و قالوا اناہو ابنا الحکم ؟ قال اری ان لاخذ من کل قبیلۃ شابا فلی حلیداً نسیاً و سبطاً فینا لم یعطی کل فلی منهم سبطاً صار ما تم یعمدوا الیہ فیضر یوہ بہا ضربہ و حل فیبطرہ فیستریح منہ فانتہم اذا فعلوا ذالک تفرق ذمہ فلی انصافل جمیعاً فلم یقدر بنو عبد مناف علی حریہ قومہم جمیعاً فرجوا ما با العقل انصافل انہم قالوا یقول الشیخ المصلی القول ما قال الرجل هذا لانی لازکی غیرہ لطریق القوم علی ذالک و ہم محصورون لہ" (سیرۃ ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۶۶) (تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۶۶)

ترجمہ: ابو جہل نے کہا کہ خدا کی قسم محمد (ﷺ) کے حریف میری ایک رائے ہے جہاں تک تمام بھی نہیں پہنچے۔ سب نے کہا ارشاد فرمائیے وہ کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے ہے کہ ہر قبیلے سے ایک ایک جوان "زبردست" خاندانی اور ہم سے بکتریں لگے اور ہر جوان کے ہاتھ میں جڑ وھاڑ گھوڑا ہم و ساری بکر و گدھے (ﷺ) پر ایک ہی بارش بھجوت چڑی دار محمد (ﷺ) کو لگی کر دیں تو اس سے ہم بوجہ ان کے اور تمام قبائل میں اس کا طعن پہنچا جائے جو عید و عاف کو تمام قوم سے جنگ کرنے کی حالت میں صرف قید کو ہی پہنچ کریں گے ہم تسلیم کر لیں گے۔

نبوت دشمنی کا مرکز

شیطان ابلیس جب سے پیدا ہوا تو اس نے نہ کہیں کوئی دعائی نہ بکھارنے کی خاص جگہ کو مرکز اپنا لیکن اللہ سے رسول کریم ﷺ کے زمانہ انہی میں اس نے اپنا خصوصی مرکز کھدایا کہ جب کسی نیک عمری و رسول اللہ ﷺ نے نور دہائی مکتوبہ جلد دوم باب ذکر انبیاء و انعام اور بخاری شریف صفحہ ۳۷ میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے دو صاحب "مسند" جوش میں ہے وہ بکراگو الہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی جا رہی ہے **اللہم** بارک لنا فی شامتہ" اے اللہ ہمارے لئے شام سے شام میں برکت دے۔ **اللہم** بارک لنا فی بمتنا" اے

اٹھ گھنٹہ ہمارے مکان میں رکھ دے۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کی ”وَلَسَّ لِحَدِّثِنا بِرَسُولِ اللّٰهِ“ دعا فرمائیں کہ ہمارے گھر میں یہ رکھ دے۔ پھر حضور ﷺ نے وہی دعا فرمائی۔ شام اور صبح کا ذکر فرمایا۔ مگر گھر کا نام نہ فرمایا۔ انہوں نے پھر تہجد پڑائی کہ ”وَلَسَّ لِحَدِّثِنا“ حضور یہ بھی دعا فرمائیں کہ گھر میں یہ رکھ دے۔ غرض عین ہر صبح اور شام کے لئے دعا کی فرمائی۔ بارہا تہجد پڑانے پر گھر کو دعا فرمائی بلکہ آخر میں فرمایا ”هٰذَاكَ الرِّبَاقُ وَالْقِنْنَ وَبِهَا يُطْلَعُ قُرُونُ النَّبِطِطِنِ“ میں اس زلیٰ محرم خطہ کو عکس طرح فرمادیں وہاں تو زلزلے اور غلے ہوں گے اور وہاں شیطان کی گود بچا رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کی انکو پاک میں وصال کے وقت کے بعد گھر کا کھڑ تھا جس کی آپ نے اس طرح خبر دے دی۔

نمائندہ : اس مسجد پاک سے تاجحد ہوا کہ جو خیر و برکت کی پانچ گنیں بلکہ تکتہ شرکی چکے۔ ہے کیونکہ نام لانا غیبا۔ دارالطہن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس خطہ کا پانی دے جانے خیر سے محروم فرمایا اور ہمیشہ کے لئے اس خطہ کی عمرانی پر مہر ثبت ہو گئی۔

نجدی کس کا لقب؟

اس لئے شیطان نے ہر اہم شراعت اور نبوت دشمنی میں شیخ نجدی کا روپ دے دیا اسی وجہ سے اس کا لقب شیخ نجدی پڑ گیا ہے۔ چنانچہ نیاٹ المصاحف، ص ۳۹۲ میں ہے ”شیخ نجدی کا لقب ہے“ شیخ نجدی شیطان کا لقب ہے۔

لطیفہ

یہ لقب محمد بن عبدالوہاب اور اس کی آل اور اس کے مرکزی پیروکاروں کے لئے آج بھی جڑوا ایک ہے مثلاً شیخ عبدالصغیر بن ہار، شیخ ابن اسماعیل، شیخ قحطان بن مکاش، وغیرہ۔ یہ لقب نجدیوں کے لئے ہے فیروں کے لئے نہیں ہے۔

نوٹ: اس جہلی رعا سے محرومی اور نفی خیر (دہائیوں سے اور نئے محمد کے پیروں کا ایک حصہ ہے) کی تفصیل فقیری کتاب ”وہابی دین بدی کی کھانی“ میں ملاحظہ ہو۔

قرآنی فیصلہ

☆ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ اِيْنَ الشَّقِيْنَ كَذٰلِكَ يُلْهِىْهُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُنْثَبَا (پارہ ۱۵ سورۃ بقرہ، سورت ۵۳)

وہک شیطان ان کے آپس میں لڑاؤں میں دیتا ہے وہک شیطان آدمی کا کھانا کھاتا ہے۔

﴿لَمْ أَغْلِبْهُ الْخَنَازِئُ بَيْنَ يَدَيْهِمْ لَئِنْ لَمْ تَفْعَلُوا الشَّيْءَ إِنَّكُمْ لَخُمُودٌ مَبْنُونٌ﴾ (پارہ ۱۳ سورہ اعراس ۲۸)

اسے لاکھ لاکھ آدم کاٹیں گے تم سے مہذب لڑائی کا کہ شیطان کو نہ چڑھاؤ، ورنہ وہ تمہارا ٹھکانہ بن جائے گا۔

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لِرَبِّهِمْ غَلُوبٌ﴾ (پارہ ۱۴ سورہ صافات ۸۵)

ورنہ شیطان آدمی کا ٹھکانہ بن جائے گا۔

﴿لَكُمْ لَعْنَةُ غُلُوِّ ثَبِيَّتٍ﴾ تو آپ غفلت و سستی، صبر و استقامت، عز و قدر، فضل و بخت، جنت و جہنم، اقلیم

نکون و انقباض (پارہ ۱۳ سورہ اعراس ۲۸-۲۹)

ورنہ وہ تمہارا ٹھکانہ بن جائے گا۔ یہی بات کہی کہ تپ سیر کی دلوں سے۔ اور ورنہ اس نے تم میں سے بہت سی طاقت کو پرکھا اور
تو کیا تمہیں عقل نہ تھی۔

ان آپس کے عداوت و کفر و کفر قرآنی کی صورت کشائی ہے کہ شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور وہ چاہتا ہے
کہ انسان اس کے ساتھ جہنم میں جائے اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہے اور کفر ہے کہ انسان جہنم میں ٹھکانہ کر لیں۔ یہاں کافر
اور بے ایمان کہہ رہا ہے کہ کفر ٹھکانہ رکھنے کے لیے شفا و صحت انیما و دوا لیا ہوگی۔ سچی وجہ ہے کہ کفر انھیں نے سرے سے شفا و صحت
کا انکار کر دیا تاکہ انھیں کی صحت و سستی لے اس کے چلنے والے سال کے لیے طوبہ و معز کی ہادی دکھا دے جہاں جہنم
مقام جو سے تمام کو تار و تار رکھتے ہیں، بالخصوص انیما و دوا لیا کی عزت و احترام دل سے نکالنے کے لیے شب و روز
منہمک ہیں اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں۔ چونکہ انھیں کا اصلی مشن ہی انیما و دوا لیا سے دشمنی ہے اسی لیے اس کے چلنے
کا پیسہ اس کے اس مشن کو نہ روک سکے جس میں اپنی چوٹی کا دریا لگاتے رہیں گے۔

کمالات رسول اللہ ﷺ سے عداوت و بغض

روح الامانیہ پارہ ۱۵ آیت ۱۱۱۱ میں ہے کہ شب معراج کے سفر سے حضور نبی کریم ﷺ جوں ہی واپس تشریف لائے
تو آسمان دہرایا ہے بچے دیکھا تو شورش و جوش اور صفت آفریں سنائی دیتی ہیں۔ آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا
کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کی کہ یہ شیاطین کی شرارت ہے، صرف اس فرض پر کہ انسان لا آپ ﷺ کو
فسادات کو نہ کچھ کچھ نہ کران کی دیکھو، شرارت نہ دیتی تو تمام انسان آسمانوں کے علمائے کرام بن کر رہتے۔

چیلہ

انھیں دشا میں رسول اکرم ﷺ کے کمالات سے کتنا حیران ہے اور انھیں ٹھکانے کے لیے کتنا جتن کرتا ہے یہاں

تک کہ ملحق بننا منظور ہو دے گا میں ہمیشہ بنا کارہ کر لیا لیکن ایک ہی (آدم علیہ السلام) کی تعظیم و تکریم کا اعتراف نہ کیا یہی کیفیت ہمارے دور کے بعض لوگوں کی ہے کہ ان کے چہرے میں لاکھوں برائیاں ہوتی رہیں گی مگر اس سے کسی دھم کے لیکن کسی غریب سے نصرت فرمائی **لَا تَصْلُوا** **وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** کی آواز میں لیکن تو میرا اس کی خبر نہیں۔ ایسا طوقان چاکر کر کے کہ گویا بہت بڑے جہاد میں اترے ہیں یہاں تک کہ جہنم میں جانا منظور کر لیں گے لیکن کھسکتے غمخوار اور محمل میلا دکان نہیں ہونے دیں گے اور وہی حدود کو نہ بنا کارہ ہے مگر چہ بڑی بڑی باتیں برداشت کر لیتی ہیں۔

وسیلہ کا انکار

آدم علیہ السلام کو اللہ کے عہدہ ذکر کرنے کی ملت ہی علیہ السلام کو وسیلہ بنانے پر مقلیٰ تھا چنانچہ **یٰٰذَا خَلْقِیَ** پر **اَوَّلُ** میں **"بِسْمِ اللَّهِ أَحْمَدُ أَمْرُ اللَّهِ أَمَّا بِالْجَوْدِ اعْقَادُ أَهْلَانِ الْعِزْلِ مِنْهُ وَالْأَفْطِلُ لَا يَحْسِنُ أَنْ يَوْمَ**
بِالْشَّحْطِ لِلْعِزِّ وَالْوَسِيلُ كَمَا اشْعَرَهُ قَوْلُهُ لَنَا خَيْرٌ مِنْهُ"
یعنی اللہ کا شکر اور حمد کا سبب اللہ تعالیٰ کو فتح دینے کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ اللہ کا عقیدہ تھا کہ وہ اللہ ہے اور اللہ
تو مخلوق کے سامنے لازم و نیاز کا اعتراف کرے اور وہی اسے وسیلہ بنا لے۔

ازالہ وہم

اللہ کے ملحق ہونے کا سبب ترک واجب یعنی عہدہ نہ کرنا تا تو خوارج کا عقیدہ ہے چنانچہ طائرہ محمد الحکیم یا کوئی
حاشیہ رضائی، صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں **"قَوْلُهُ لَا يَهْدُرُكَ الْوَاجِبُ"** کما رحمہم اللہ **وَالْوَجِبُ** **بِهَلْه**
الْأَهْلُ اللہ کا ترک واجب ملحق ہونا اس کا استدلال آیت حد اسے خوارج نے کیا یعنی خوارج کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا
ملحق ہونا آدم علیہ السلام کی ترک تعظیم سے نہیں بلکہ ترک واجب سے ہے ہم کہتے ہیں ترک واجب کا اصل موجب کیا تھا
وہی آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کے عہدہ سے اللہ۔

سبب سے پہلا وسیلہ کا منکر کرن ۹

یقین فرما لیں کہ سب سے پہلا منکر از وسیلہ (غنیہ و دلائل) اللہ ہے جیسا کہ قاضی بیضاوی کی تفسیر سے ثابت ہوا
کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو وسیلہ بنانے کا اللہ اللہ نے کیا تو آج جو لوگ وسیلہ انبیاء و اولیاء کو ترک اور حرام
کہتے ہیں وہ کس کھاتے میں جا لیں گے تو دوسرے جہان میں وہی آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کے عہدہ سے اللہ کی

کتابی کی ہے تو آج ہمارے دور کے فرقوں میں بھی انکار کیج کر کہیں نہ کہیں کہ بھی لوگ خوارج کا بھلا ہیں۔ اہل علم حقانی ہم اہلسنت والجماعت انبیاء و اولیاء کا وسیلہ ہیں کہ انھیں کی انھیں سے اور خوارج کی شرارت سے محفوظ ہیں۔

انبیاء و اولیاء کے وسیلہ کا منکر اہلسنت

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو سر پر سلطنت ملا اور اس وسیلہ رات کے تابع کئے تو حضرت عزراؑ میں عرض کی کہ شیطان کو بھی میرا مطیع کر دیجئے، ہم ہوا کی تختہ عالم ہے اس کو اپنے پاس مت جائے نہ تمہارے ملک داری میں لعل واقع ہوگا لیکن حضرت نے ہر امر اور بھی انھوں کی تو شیطان کو ہم ہوا کہ جا کر سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری کر۔ تاہم حاضر ہوا اور اپنے تخت کے قریب بیٹھ کر کہنے لگا۔ حضرت نے پوچھا کہ کیا ہے؟ ہوا کہ بھلا تھا یا برا؟ میں نے کہا یا سرور عالم مقہور تھا یا مردود۔ جیسا تھا اسی کا بندہ تھا مگر اب فی الحقیقت میرے گلے میں طوق لعنت پڑ گیا اور کچھ کچھ کام مردود ہو گیا کیونکہ میرا تابع کیا گیا۔

حضرت نے تسلی دی کہ میرا حق یہ اور تھا کہ حق سے کہیں نہیں بہکت میں ہر حال لے چلوں گا۔ بھلا شیطان اس واقعے میں کب آتا تھا کہ ہوا حضرت انسؓ کی بہت کہ غیر کے قتل سے ملے جو مرد و عورت سے بڑا کہ غضب الہی اور جس دروازے کے لئے خاص سرکاری (الہی حقانی) کا حکم ہوا اس پر برا بہت قرآن میں۔ (تذکرہ نویں صفحہ ۴۳۹)

نوٹ: (۱) انبیاء علیہم السلام کی وہ برائیاں جو شیطان تو جیسے کے معاملہ میں اپنی انجیر آپ ہے کہ انامی علیہ السلام کی طاری کو طوق لعنت لکھا ہے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام کو غیر لیری رٹ لگا تا شیطان کا طریقہ ہے۔ (۳) شیطان انبیاء کا پہلا منکر شیطان انھیں ہے۔

بقایا حکایت مذکورہ

تین دن تک شیطان بدنامہ آفراس کی گریب و لاری اور آواز قراوی نے اڑا دکھایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم تھا کہ اپنے لئے قوت الامت حاصل کریں چنانچہ ڈیجیل بانی کیا کرتے تھے۔ اب اس عرصے میں کوئی ڈیجیل نہ کی اور حضرت کو روٹی کے لئے ہکا نصیب نہ ہوا ڈیجیل ہوئی کہ اب کیونکر بر گزراں خزانہ سے کھائے کا حکم نہیں اور ڈیجیل سے دام نہیں ملے۔ ہم ہوا کہ ڈیجیل کیسے کہے کیونکہ وہ ال تو تمہارے پاس مقید ہے عرض کی الھی تو اس کو اپنے ہی پاس رکھو میں اس کی اطاعت سے باز آیا۔ غرض جو تھے اس دلاور پہلو ان نے قید سے ہائی پائی اور اس طرح جہاں میں ہمارے ہی ہوں چالی۔ (تذکرہ نویں صفحہ ۴۳۹)

ہزارات کی حاضری کا انکار

ایک دن موسیٰ علیہ السلام سے ابلیس (شیطان) کا اور عرض کیا اے موسیٰ (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول اور
 حکیم کے لقب سے نوازا میں بھی اس کی طرف میں شامل ہوں۔ مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے اس کی توبہ کرنا چاہتا ہوں
 آپ بارگاہ الہی میں میری سزا سن فرمائیے تاکہ میری توبہ قبول ہو جائے اور مجھے معافی نصیب ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے
 بارگاہ الہی میں عرض کی کہ اب ابلیس (شیطان) معافی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) میری بارگاہ
 آدم (علیہ السلام) کی جہ سے ہے اس نے اسے سجدہ کیا تو میں ناراض ہو گیا اب اگر وہ معافی چاہتا ہے تو آدم (علیہ
 السلام) کی قبر پر ہائے افسوس کی قبر کھود کرے میں میں داخل ہو جاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو اللہ تعالیٰ
 کا پیغام شیطان نے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام) کہ جے دیجئے میں نے جب آدم (علیہ السلام) کو زندگی میں پیدا
 کیں کیا تو اب ان کے مرنے کے بعد ان کی قبر پر جا کر کھود کر سولہ ہجرت ہو گا لہذا مجھے اپنی معافی کی ضرورت نہیں۔
 (روح البیان، جلد ۱، صفحہ ۷۷)

حیات انبیاء کا ابلیس کو انکار

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے قرار پکا تو دیکھا کہ ابلیس کشتی کے پچھلے
 حصے پر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا سے یہ کشتی اتنی چھوٹے تو ساری قوم جاوے یا وہی تو خود زندقہ مانی گیا۔
 ابلیس نے پوچھا میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بارگاہ رب اعزت میں نئے دل سے تائب ہو جاؤ۔ عرض کی
 مجھے کون سا انکار ہے۔ اللہ سے بات لے لیجئے میں حاضر ہوں۔ نوح علیہ السلام نے بارگاہ حق میں احتجاج کیا۔ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا اے کیسے کہ آدم (علیہ السلام) کو کھود کر کے میں اسے صاف کر دوں گا۔ نوح علیہ السلام نے شیطان سے کہا
 تجھے مبارک ہو میں تیرے لئے معافی کا پیغام لایا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ تم حوا راہم (علیہ السلام) کو کھود کر دو۔ ابلیس لیکن
 نے کہا جب وہ زندہ تھے میں نے انہیں سجدہ کیا اب مراد کو کیسے کھود کر دوں۔

آدم علیہ السلام جیسے عالم دنیا میں زندہ تھے اور ان کو کھود کر رکھا گیا ان کے وصال کے بعد بھی ان کے کھودے کا حکم
 ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے حوالات میں زندہ ہیں۔ اسی طرح اولیاء کا لیکن بھی اپنے حوالات میں
 زندہ ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

• مشورہ برگ زاد اولیٰ دل تو مید

کہ خواب مردم آگاہ ہیں بیدار سے

ترجمہ: اہل دل اولیاء انبیاء کی موت سے ناامید نہ ہو کیونکہ ان کی موت ظاہری ان کی حقیقی حیات ہے۔

لیکن شیطان ملعون اس بحث سے بے خبر رہا کہ اس لئے حق کے قول کرنے سے انکار کر دیا۔

صاحب روح البیان صفحہ ۱۳ جلد ۲ میں شیطان کے لئے اور یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں **”مفسدہ من مسکر**

بالاولیاء اور یارۃ فیورہم والا مستعدا دھم۔“ وہ لوگ جو اولیاء کے کلمات اور ان کے حرامات کی زیارت

اور ان سے دعا مانگنے کے منکر ہیں شیطان کے چیلے ہیں۔

نوائید: (۱) وہابی اور بعض دوسری مکتبی تلام ثنائی اسی جسائی زندگی (انہما دہلیہ) کے منکر ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ

اپنے ملعون کی بڑی کائنات دے رہے ہیں۔ (۲) محمدیانی خدا کے حرامات کی حاضری میں مراد اچھڑی ہے لیکن

شیطان اس کا منکر ہے لیکن وہ ہے کہ اس کے چیلنے آج بھی حرامات کی حاضری سے محروم ہیں بلکہ حاضری اپنے دامن

کا شترک کہتے ہیں۔ کہنا کہ دیکھنے کے بیگنوں میں اپنے سر پر سوار آٹھ کر چلیں گے لیکن وہ قدم قریب کے حوا پر جانے

سے کھڑا نہیں گئے بلکہ **”لا تشقوا الرجال“** (انہما دہلیہ) کی دست لگائیں گے اور یاد رکھنا چاہئے کہ انکا حرامات پر نہ جانا

انکا ذہنی جذبہ ہے بلکہ ہیں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقدس مقامات پر آنے نہیں دیتا۔ وہ وہ حدیث شریف

”لا تروروہا“ خود ائمہ قدسوں کی زیارت کرتے ہی سمجھاؤ حرامات پر پہنچ جائیں تاکہ حدیث شریف پر عمل ہو۔ واصل

بات یہ ہے کہ حرامات اولیاء بہشت کی کیا میاں ہیں

”قمر العزم من روضۃ من روض النجۃ“ (مکتوبہ)

”مؤمن کی قبر رحمت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔“

توحہ میں رہی داخل ہو سکتا ہے جتنی ہے جہاں کا اہل نہیں اسے اس کی خوشبو سونگنا بھی نصیب نہ ہوگا اسی لئے اللہ

تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی شان بیان کرتے وقت **”لا یخبرہ“** (خبر نہ آئے) فرمایا تاکہ یقین ہو کہ یہ مقدس گروہ ہے اس کے پاس

پلیدہ بھیبت کا اثر اللہ تعالیٰ نہیں آنے دیتا۔ دیکھئے ہم سبہ جس مقدس جگہ پر ملنے کو نہیں آنے دیتے اس لئے کہ وہ پلیدہ ہے

اسی سے کھمبہ کہ جس گروہ کو حرامات اولیاء سے غروی ہے وہ اتنی بد قسمت ہیں اور انہیں کے ہی دکار۔

ازالۃ وہم

اوقات کی طرف سے فرامات کاسب کو معلوم ہے کہ حرامات پر ایسے محسوس ہوگا کہ یہ سات چٹھوں سے حرامات

کے علاوہ ہیں لیکن ان کو خوابِ اللہ سرور ہے کیونکہ ان کا لٹوئی ہے کہ حرامات کی آمدنی حرام اداوار پر جانا حرام۔ لیکن اب حال یہ ہے کہ ان کی زندگی کا اوزار بننا پھرنا حرامات ہیں ان کی اولاد اسی خوراک سے پیدا ہوگی تو قبولی ان کے نفسِ حرام تو لانا کا کیا حکم ہے۔

حدیثِ قدسی میں ہے **ما طاعتی فرماتا ہے "میرے کسی کوئی کارکن ہے میرا اس کے ساتھ اعلیٰ جنگ ہے" اس میں** پر بیان کے لئے طلبِ اُچی ہوا کہ حرام کا لٹوئی ہوئے کرت صرف خود بلکہ تمام کتبہ حرامات کی آمدنی سے پال رہے ہیں بلکہ حرامات کی غذا سے اُحق و باطل ان کی نسل میں حرامات کی آمدنی کے اثرات پائے جائیگے۔

نیز دارودعائیت پر ہے ان کا حرامات پر بھلور رہنا لودان کی آمدنی پر پڑ کرنا حرام اور نیک اداوار کے خورد نہیں بلکہ **"نام حرام چننا یا پالنا اچھا" کے طور ہے۔**

خاص یہ کہ جو ان خدا کے وسیلے کو شرک اور حرام کہنا اسی انہیں کی کارستانی ہے لودان نے خلقِ اُست پہنچتے وقت بڑی جرات کر کے اللہ تعالیٰ کو کتبہ پڑھا کہ مجھے تیری ذات کی قسم ان آدمیوں کو کوشا پچھو انا کر چھوڑوں گا۔

حضرت مولانا محمد انور اللہ انجیلی نو اب دکن اور حفیظ اعظم حضرت حاجی اداوار اللہ مہاجر کی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ **"وہیں میں ادب کی نہایت ضرورت ہے لودان جس کی کسی حیثیت میں گستاخی اور بے لٹوئی ہو ضرور ہے کہ اس کے دین**

میں دیکھو نہ کو ملت ہوگی۔ اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں گستاخانہ آقا

مختار خلق (پارہ ۸ سورۃ الاعراف ص ۱۲) میں اس سے بھڑکا۔" (۱) کہا اور اداوار اللہ کے لئے مردود ہوا گا کو کھڑائی

ظہیر اسی وقت سے دین کی عداوت اس کے دل میں بنی اور ان کی خرابی کے دہے ہوا۔ تصدیق:

لَا تُقْرَبُهُمْ فَتَكُونُ مِنْهُمْ (پارہ ۲۲ سورۃ ص ص ۸۲) (۲) ضرور میں اس سب کو کرنا کر دوں گا (۳)

کسی اقسام کی تدابیر و تدبیریں گھاس غرض کو چھڑی کرنے میں اس سے بھڑکوں ہی تدبیر ہو سکتی ہے جس کا قہر ہر لودان کی خرابی میں ہو چکا ہے یعنی لودان کا نہایت اور مسروری نہ دکان پنا دیں۔ جب دیکھا کہ گستاخی اور بے لٹوئی کو مردود بنانے

مگر نہایت وجہ کا اثر اہل کمال ہے اس لئے **إِنِّي نَقَمُ إِلَّا نَقَمْتُ نَفْلًا (۴) حق تو نہیں جیسے آدمی ہو۔" (۵) کی عام تعلیم شروع**

کر دی۔ چنانچہ ہر زمانے کے کلامِ انبیاء و پیغمبر اسلام کے مقابلہ میں یہی کہا کہ اب اس کلام کو دیکھئے تو اس میں بھی وہی بات ہے جو **انا حیر منہ** میں تھی اور اگر کسی قدر فرق ہے تو وہ بھی ہے موقع نہیں کیونکہ تابع و متوجہ کی باتوں میں اختلاف ضرور ہے جس پر **انا حیر منہ** اور کات مرحب ہو۔ غرض کہ انبیاء و پیغمبر اسلام ہزار ہا جگہ سے دیکھا گیا مگر کلام کے دلوں

میں ان کی عظمت اس نے بچھ نہ دی۔ پھر جن لوگوں نے ان کی عظمت کو مان لیا اور مسلمان ہوئے ان سے کس قدر اس کو بڑی ہوئی۔ کیونکہ ان سے تو روپا کی انہیں جو کچھ جس جو کھار سے عہود میں آئی یہاں اس نگر کی خدمت ہوئی کہ وہ حج دکھائی جانے جو زمین میں بھی نمودار ہو کر یہ سوچا کہ راستہ گوئی کے پردہ میں یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ اس یہاں سے دروازہ ہے اپنی کاکھول واپس کھینچی تا ثنائت بات کہیں نہ ہو اس نہاس میں آراستہ کر کے انہوں کے ہم میں داخل رہتا ہے اور کچھ ایسا ہی خوف کا دیا ہے کہ راستہ گوئی کی دھن میں نہان کوئی نورگ کی خدمت و توفیر کا خیال رہتا ہے نہ اپنے انجام کا اندیشہ۔ چنانچہ کسی بیوقوف نے خود آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آپ جو یہ مال بانٹتے ہیں اس میں عدل و انصاف نہیں کر کے تحصیل اب الدائن میں ہے۔

انہیں بشر سے اہلین نے کہا

سب سے پہلے نبی علیہ السلام کو بھر بھر کی دہشت شیطان (ابلیس) نے لگائی چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے سوال کیا

فَاَلَمْ يَلْمِزْهُمْ مَا كَفَ اَلَا تَتَكْوَنُ غِيًّا فَسَجَدَ (پارہ ۱۳ سورہ الحجرات ۳۲)

فرمایا اسے ابلیس نے کیا ہوا کہ سجدہ کر لینے والوں سے الگ رہا۔

جواب میں ابلیس نے کہا:

لَمْ اَكُنْ لَكَ سَاجِدًا لِّبَشَرٍ (پارہ ۱۳ سورہ الحجرات ۳۳)

مجھے نہ انہیں کہ بھر کا بھدہ کر دوں۔

یعنی اس جملہ سے ابلیس کا ارادہ حضرت آدم علیہ السلام کی حقارت کا اظہار تھا اور انہیں جہانے خلیفہ اللہ الاعظم اور بحور اللہ اکبر نبی اللہ رسول اللہ کہنے کے وہ مفت تائی جوں کی کئی نشان پر راست کرتی ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ اگر چاہا گیا بلیم اسلام بشر ہیں لیکن وہ محبوب اور رسول اور نبی وغیرہ بھی تو ہیں۔ ان کو اس مفت سے باز رہا ذکر کرنا جو مافیہ مفت ہے۔ یہ عقیدہ ابلیس ہے اس کی حریہ تحصیل آگئی۔ (عقودہ اللہ)

ملائکہ نے دیکھا

آدم علیہ السلام کو بھر اور مٹی کا بچہ کہنے کا حق تھا کیونکہ انہوں نے اپنے ہاتھوں آدم علیہ السلام کا بچہ تیار کیا اور ان کے سامنے ہی آپ مٹی سے چار ہوئے لیکن اس کے باز رہا چاروں درجہ احمد میں گر گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی صرف

آدم علیہ السلام کی شریعت پر نظر تھی بلکہ ایک دوسری حقیقت کو دیکھا۔ نام فراق ہی دانی تھی سرور کے لکھا کہ

لما رجع ان الملائكة امروا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد عليه السلام لم يجه ادم

(تفسیر کبیر، جلد ۲، صفحہ ۳۰۰)

فرشتوں کو آدم کے بعد وہ اس لئے تمہم یا گیا تھا کہ نور محمد ﷺ کی روشنائی میں تھا۔

خاتمہ: مجھ سے یہ کہنا کہ کرام کی نظری کے طور پر تھی۔ وہ جہد میں کر کے نور قربت الہی حاصل کر لیا اور جس کی نظری کی شریعت پر تھی۔ دیکھ کر کہ اس شخص میں نور الہی اور ابدی صحت کا طوق یکن لیا۔ حالانکہ فی علیہ السلام کی شریعت کوئی تکلف فی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اختلاف اس امر میں ہے کہ کیا فی علیہ السلام کی شریعت کو اپنی شریعت پر قیاس کر کے ہیں کہا یا نہ اسکا ہے کہ آپ ہم جیسے بشر تھے۔ پس علماء اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ فی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کو عام انسانوں کی شریعت پر قیاس نہیں کیا یا نہ اسکا۔

شیطان کو نور نظر نہ آیا

"لو اصر الشيطان طلعة نوره في وجه ادم فسجد ليل الملائكة"

ترجمہ: اگر شیطان چشم بھرت سے نور الہی ﷺ کو سب سے پہلے جہد کرتا۔ (المواہب اللدیہ)

انبیاء کو بشر کہنا اہل بیت اور کافروں کا مشہور ہے:

﴿لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَنَسْفَعَنَّهُمْ﴾ (پارہ ۱۲، سورۃ الحجرات ۳۳)

(اللہ) بولا مجھ سے یا نہیں کہ خیر کا جہد کر دوں۔

﴿مَا هَذَا بَلَا نَفْسُ تَقْلُكُم﴾ (پارہ ۱۸، سورۃ المؤمن ۱۲)

(اللہ) نے کہا یہ کیا تو مجھ پر گرم جیسا آئی۔

﴿وَلَيَنْزِلَنَّ نَفْسُ تَقْلُكُم بِكُمْ﴾ (پارہ ۱۸، سورۃ المؤمن ۱۲)

(اللہ) نے کہا میں گرم کسی اپنے جیسا آئی (میں) کی اعانت کروں گا تا کہ ضرر کو اٹائے میں ہو۔

﴿فَالْقَوْمُ تَقْلُكُم﴾ (پارہ ۱۲، سورۃ یونس ۱۵)

(اللہ) نے کہا تم تو مجھ پر گرم جیسا آئی۔

پہلے مضمون میں کیا گیا ہے ان کی تفصیل مع تخریج کے لئے فقیر کی کتاب "المسائل فی شرح مرآۃ الدلائل" میں

—

سوال: جب حضور ﷺ بصرہ میں تو میرا نکس شریکینے مرنا کیا ہے؟

جواب: یہاں حدیثی اصول میں سے ہے کہ کسی ایک شخص کا ہونا اور بات ہے مگر اس پر کسی شخص کا اطلاق نہ ہونا اور بات۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا کائنات کی ہر شے کا تعلق ہے یہاں تک کہ ٹکڑے کر سکتے، ملے اور دو قسم بری اشیاء جنہیں مخالف حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر کے متعلق لکھے ہیں۔

خود فرماتا ہے۔ **”اللہ حاضری کل شئی“** اللہ تعالیٰ ہر شے کا تعلق ہے۔ اور فرماتا ہے **”حلقی کل شئی“** اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا۔ لیکن باوجود اس حدیث کلام کی کتب میں اللہ تعالیٰ کو تعلق انکا ذرات کہا نہ رہا ہے۔
”کما قال المصطفیٰ القاری“ اور تعلق بالآخر ہر تعلق انکلا کہتا ہے یونی و گستاخی۔

(کذا قال ابن خلدون فی الیوم وراحمہ اور)

تجربہ کیا کہ اجمالی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا تعلق ہے لیکن تحصیل کے وقت بری اشیاء کا نام لے کر کہنا ہے اونی، گستاخی اور کفر ہے اس طرح حضور ﷺ بصرہ میں جس کے لیکن زبان پر نہ لائیں گے کہ یہ لڑکتیوں نے استعمال کیا۔ جو یہ تحصیل فقیر کی کتاب ”تورہ و بصرہ“ میں ہے۔

www.FaizAhmedQwais.com

ابلیس نور کا منکر

رسول خدا ﷺ کے نور مبارک کا سب سے پہلے انھوں نے اٹھارہ کیا چنانچہ مصری کرام لکھتے ہیں کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں کو فرمایا کہ زمین سے ہر قسم کی مرغ، مفید، سیاہ، کناری، بھلی، نرم، خالص، تنگ، برقی لڑائی فرشتوں نے قبول کی۔ اسی مٹی سے ہر دو کاو عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کا خواصرت پیدا کیا اور اس میں اپنی لڑائی چھوڑی اور اپنے صیب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں بطور لانت رکھا۔ جس کی وجہ سے ان کی پوشائی آفتاب، مانتاب کی طرح چمکنے لگی، چنانچہ ملائکہ اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”والی الخیر لما خلق اللہ تعالیٰ ادم جعل اودع (فلک العود)

لور المصطفیٰ فی ظہور لکان لشدہ (کلمع فی حبیبہ) شیخ“ (اردو میں اے اوساب جلد صفحہ ۴۶)

حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور مصطفیٰ ﷺ کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا تو نور یا شدید چمک والا تھا کہ باوجود وہ آدم میں ہونے کے پوشائی آدم سے چمکتا تھا۔

خاندانہ : پندہ آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے والدین اور اہم مسیح تھے جو انسانی پیدائش کے بعد اس کی تاریخ کی ہڈی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزاء میں سے کہلاتے جاتے ہیں۔ صرف آدم علیہ السلام کے باپ کے مطلب میں اس کی اولاد کے ایسے ہی خلیفہ اجزائے بدیہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے نکلے ہو کر اس کی اصل کو پاتی ہے۔ اولاد کے ان اہم اجزائے مسیح کا آثار کے اصحاب میں پایا جاتا ہے۔ بچے کے درمیان ولادت اور ولادت کے دشواری کا تکب و غبار اور وجہ اصلی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی ولادت میں قیامت تک ہونے والی نواہ کے اجزائے اصلیہ رکھ دیے۔ یہ اجزاء روح کے اجزاء ہیں کیونکہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے ایک سے زائد ایک بدن میں دو روح اور اسے اللہ کی شہادتیں تھیں۔

آدم علیہ السلام کو سجدہ کس لئے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا۔ اہم ہادی روح اللہ علیہ السلام ہے۔

”ان الملائكة اسروا بالسجود لآدم لاقبل ان يروى محمد ﷺ كان من سجد آدم“

(مسند احمد، جلد ۱، صفحہ ۱۸۸، زیادتہ بلک القرآن)

کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو دیا گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کی پیدائش میں اللہ کا نور پاک تھا۔

خاندانہ : معلوم ہوا کہ، تقسیم و تفتت نور اللہ تعالیٰ ہی تھی۔ چنانچہ تمام نور ہی فرشتے اس نور اعظم کی تقسیم کے لئے جگہ جگہ اور قبول ہو گئے۔ جو سب سے پہلے جہاد و سب کا سرور ہو گیا اس کے بعد جب بدعت ان کے بعد جاتے ہوئے اور انہیں انکار کر کے طعون و درود ہو گیا اور اس کا عابد و زاہد اور مومن ہوا اس کو کوئی قاتل نہ پہنچا سکا۔

~ حیرت کے خاک پہ ملتا ہے، اتنا نور کا

نور نے پایا تو سے کب سے سے یہ نور کا

یہاں یہ بات بھی نہایت کامل نور ہے کہ شیطاں فرشتوں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا۔ اس کا طعون و درود ہونا ظاہر نہیں ہوا اس کے طعون و درود ہونے کا اعتبار حضور ﷺ کی تقسیم کے وقت ہوا۔ معلوم ہوا کہ عبادت مقبولیت صرف عبادت ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تقسیم مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔

دوسرا حوالہ

عارف کبریا کی اس علی شادی روح اللہ علیہ السلام ہے جس سے میں فرماتے ہیں۔

”ہے اِدام والصلو وحمیہم

ہم اہلین موقور ہالما ورد

آدم علیہ السلام سے لے کر عیسا علیہ السلام تک جتنے انبیاء کرام گزر چکے ہیں وہ سب آنکھیں بند حضرت محمد ﷺ کا نور ہیں۔

انکار از تقلید

لفظ عن امر وہ اس نے اپنی گروں سے تقلید کی مری اور پیچک دی یعنی (میرٹل) ہو گیا۔

(روح البیان ج ۱ ص ۱۶۷)

یہ پہلی کڑی ہے ہم تقلید کی جس کی بنیاد اللہ نے رکھی اور اس کے مقتدر ہوں نے اس پر متصل جبرہ فقیر کی تصنیف

”لعل المجید فی بحث التقلید“ میں دیکھئے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ملائکہ میں مقلد قرار دیا تھا چنانچہ روح البیان کے اسی پارہ میں لکھا ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور غور سے دائرہ کے لئے پیدا کیا گیا تھا اس لئے اس کی تقلید بھی ہر سے ہوئی اور ہر کی طبع استقامت و استحکام ہے۔ اگرچہ پیدا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے ملائکہ کے ساتھ دایا اسے ملائکہ کا لباس عطا فرمایا اس لئے کہ اس کے افعال ملائکہ سے ملنے جلتے تھے لیکن وہ بھی تقلید از تقلید ہی لئے یہ بھی ملائکہ میں شمار ہونے کا بعض نے کہا کہ یہ اس قوم سے تھا جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو عہد کرنے کا حکم دیا جب انکار کیا تو انہیں آگ سے جلا دیا گیا ان کے بعد انہیں پیدا کر کے آدم علیہ السلام کو عہد کا حکم فرمایا سب نے عہد کیا انہیں اللہ نے اپنی مکمل برادری کی طرح عہد سے انکار کر دیا۔ (روح البیان)

ابلیس کون تھا؟

ملائکہ میں لکھا ہے کہ ابلیس دل النہن تھا باقی جہات اسی سے پیدا کئے گئے جیسے آدم علیہ السلام اہل الانس ہیں کہ ہائی تمام انسان انہی سے پیدا ہوئے بعض نے کہا کہ وہ قوم جن کا بچا تھا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے دات کر پیدا کیا تھا چونکہ انہوں نے زمین پر غول و جی اور لٹا دات برپا کئے انہیں ملائکہ کرام سے دایا گیا یہ ابلیس جب تھا ان سے دایا کر دیا گیا۔ (روح البیان)

ابلیس کی سچ دھج

حضرت ابی مہاس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ خرفائی سے پہلے وہ فرشتوں میں تھا مگر اس کا نام تھا زمین پر اس کی رہائش تھی لہذا وہ ظلم میں بہت بڑا تھا اسی وجہ سے وہ اب میں روایت تھی اس کا تعلق جہات سے تھا اس کے چارے تھے جنت کا خزانہ یعنی تھا زمین وہ دنیا کا بادشاہ تھا۔ (اسی کثیر)

سودین مسجد کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جہات کو جب دارا قبائے سے لے لیا تھا تو آسمان پر لے گئے تھے وہاں مہاروت کے لئے رہا ہوا۔ (اسی کثیر)

اس کی تحصیل پہلے گزری ہے۔

ابلیس کو اجماع کا انکار

اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بدحواسی میں نکاہری کہ

لَا اَتَابِعُكَ مَا خَلَقْتَ مِنْ نَارٍ وَخَلَقَهُ مِنْ طِينٍ (پارہ ۳ سورہ ابراہیم آیہ ۷۷)

مگر اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے (پہلے اسلام) کی مخلوق سے بنایا کیا۔

نوٹ : (۱) اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف اپنی نظریہ پیش کر کے کلمت دینا کہ آگ سے بنایا گیا ہے۔ ایسی ہی طبیعت اسلام کی نکاہری حکمتوں کے خلاف لوگ اپنی مانتے ہیں مگر انہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں مہاتی رہائش تو اس میں بسا وقت بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بد بھی جاتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۴۵ تا ۱۴۷)

(۲) شیطان کا یہاں پر سب سے بڑا جرم یہ ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ظہیر کو بظہر عداوت دیکھا تو مارا کیا کہی ہو ہے کہ جو آج اجوت کی کسی نسبت کی تفسیر کرتا ہے تو اسے لگ کر دیا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کی تحصیل کے لئے فقیر کی کتاب ”ادب بالنعیب اور بے ادب بے نصیب“ کا مطالعہ کیجئے۔

(۳) مجلس نے اپنے ظلم و غفل کے قصص میں اہل حق کی حالت کی جب دیکھو کہ ان کا جام مذہبی، مذہبی، مذہبی سرحد ہیں تو خود کو بہتر سمجھ کر سمجھ نہ کیا بلکہ ان کا اہل حق تو اجماع کا انکار ہے۔ بجا ہم کہتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و جن تابعین و جملہ مجتہدین اور فقہاء و مشائخ اہل انبیاء و علماء و تلمذ کا وہی ہے اور محبوب خدا ﷺ بلکہ جملہ مومنان کبریاء کے ادب و تعظیم اور حرکات کی معاصر کی چاکل حال رہے لیکن ان کی پاروں نے اجماع کو ذکر خود ہتھ دینے کی

گوشش کی۔

ابلیس کا اوپلا

مرئی ہے کہ جب نور محمد ﷺ حضرت عیساٰ علیہ السلام سے سیدہ آمنہ کے بطن میں داخل ہوا تو روئے زمین کے تمام بہت آدمی سے گر گئے اور تمام شیاطین اپنے کام سے دست کش ہو گئے۔ ملائکہ نے کعبہ ابلیس کو سرنگوں کر کے مسجد میں پھینک دیا اور چالیس روز تک اسے سزا دیتے رہے۔ آخر کار وہاں سے بھلے بوجھیں پر اس طرح شورش و فزع ہو کر پورے عالم کو گھبراہٹ کی لہر طاری کی کہ تمام بھلے ہو جانے کی عود پیا نور تو عید سے معمور ہو جانے کی عود ہی طرح عرب کے تمام قبائل اور قریش کے تمام صحابہ اپنی صفت گاری (نہ ہائی) سے نام و شرمندہ ہو گئے اور کہانیاں کاظم ان سے سلب کر لیا گیا۔ اسی رات زمین آسمان سے یہ صدا آنے لگی کہ اس نبی آخر الزماں کی آمکا وقت آ گیا ہے۔

ابلیس کی میلاد دشمنی

حضرت حکماء اور عالمین علیہ السلام نے ۱۰۰۰ ایوانی مشہور تصنیف میں اس میلاد میلاد ۶۵۰ میں لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی تو ابلیس تنگس و پریشان ہوا کہ اسے دیکھ کر وہب لادہ ہوئے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونا چاہتا تو جبریل علیہ السلام نے اسے اس کی ٹھوکر کاٹی کہ وہ صحن میں جا کر۔

حافظ ۵: آج کے دور میں مخالفین میلاد کا رد آئندہ تاریخ الاؤل میں کامل دے رہے ہیں کہ انہما رات و اشتہا رات و رسائل، پمفلٹ اور تقریریں سے دشمن کو سر پر اٹھاتے ہیں وہاں ابلیس کو جبریل علیہ السلام نے وہ پھینک دیا۔ یہاں ہر آدمی حکومت نے ان کے ہر مطالبہ کو ان کے منہ پر مارا اور ان کے رائے کو اپنی ناقابل محبت خدا صاحب کبریاٰ شہرہ و سراہا ٹھکانے کا جیسا ہی طرح دیکھا اور بٹلے دے چکے ہیں۔

~ ر بیگ یوں ہی اٹھا چہ چار بیگ

بڑے خاک ہو جائیں بھلے جانے والے

اسلام قیام کا دشمن ابلیس

”ابلیس کا رد نامہ“ کے مصنف کے تحت ”خدا“ کو الہی ثابت پر ۱۹۹۷ء میں درج ہے کہ فرما کر فرمائیے

کراچی میں جامع مسجد آرام باغ کی نئی درست کھلی کے بعد نے آج صبح الوداع کے بعد نمازیوں کو صلوٰۃ و سلام
 دے دئے سے روک دیا جس پر نمازی ہیں میں زبردست احتجاج کیا ہوا گیا اور انہوں نے مسجد میں سے صلیب کی حرمت کر ڈالی
 معلوم ہوا کہ قیام مسجد کے وقت سے ہر سال صبح الوداع کے مبارک موقع پر مسجد میں صلوٰۃ و سلام کا خصوصی اہتمام کیا
 جاتا رہا ہے۔

اس خبر میں قابل غور بات یہ ہے کہ قیام مسجد کے وقت سے سلام کا اہتمام ہوتا رہا ہے۔ قیام اسلام یا القیام اسلام
 کا ذکر نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ کے زمانہ میں کبھی کسی مسجد میں کسی الوداع کے موقع پر صلوٰۃ و سلام کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ اب
 آرام باغ کی مسجد کے قیام سے یہ سلسلہ اگر شروع ہوا ہے تو بیجا خدا کی قسم مجھے پتہ نہیں کیا قصہ ہے؟ قرآن اور حدیث
 میں قیام نے یہ دعویٰ کیا لیکن مجھے جیسے اندازے کہ الوداع کے دن یا کسی بھی روز کے وقت صلوٰۃ و سلام کا ذکر نہیں ہوتا۔
 ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ میں شخص ہوں۔ اللہ میاں پتہ نہ چھوڑے خوش نہیں ہیں اس لئے جام مسائل لکھا اپنی کچھ
 جہی کے پیش نظر تحریر کیا ہے ہوں اور کراچی کے لوگوں پر سب شکریاں ہو رہی ہیں۔

تبصرہ نقاد

”میں کا یہ کہنا کہ اللہ میاں مجھ سے خوش نہیں ہیں اس لئے یہ جام مسائل مجھے اپنی کچھ جہی کے باعث تحریر کیا ہے
 ہوں۔“ بالکل درست ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسائل کو کبھی طوطا پر گھٹنے کے لئے جہان کی دولت نصیب نہیں
 ہوئی اس لئے اس کی دعویٰ کی ذریعہ قرآن وحدیث کے مسائل کا صحیح طوطا پر علم نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کی شان میں رسولی تعالیٰ
 جل جلالہ فرمایا **لَلْعَالَمِينَ** (پارہ سورۃ البقرہ ۱۸۰ ص ۲) یعنی قرآن کی جاہلیات سے دعویٰ منقطع ہو سکتا ہے جسے
 دلوں والی ان حاصل ہو۔

لیکن باقی ذریعے سمیت لاکھ تحریریں مارے گئیں اسے صلوٰۃ و سلام کا ذکر قرآن میں نظر آئے خود ہی میں۔ اس
 کے برعکس اگر کوئی مسلمان چاہے اب و احرام کے ساتھ خدا تعالیٰ جل جلالہ کی مقدس کتاب قرآن مجید کو قبول کر
 دیا کیساں پارہ سورۃ الاحزاب روک خبر نہ دے جسے اسے یہ مبارک آیت صاف نظر آئے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَتْلُوْنَ عَلٰی اُذُنِ بَيْنَ الْيَمِيْنِ اَنْتَرَا مَلُوْا غُلُوْا وَسَلْمُوْا تَسْلِمُوْا ۝

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

پھر اللہ اور اس کے فرشتے اور پیغمبر ہیں اس فیہ تانے والے (ذیبا) پاسے ایمن والوں پر دھوا اور خوب سلام کیجیو۔ اس آیت کے مضمون کو ایمن ظہری کرنے کے بعد مومن کا ایمان اسے یا رسول بھی کہانے کا کہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ انور میں عوام عالم میں صلوة سلام بھیجے کا مطلق حکم دیا ہے کسی وقت کسی شخص پر قصص میں فرمائی بلکہ ہم سب پا ہیں صلوة سلام بھیج سکتے ہیں۔ لہذا جو سے پہلے بھی جو کے بعد بھی۔ الگ الگ بھی اور اکٹھے ہو کر بھی۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی حدت دیا نہیں بتایا جس میں کہ صلوة سلام کا بھیجنا ناجائز و حرام ہو۔ لہذا اگر کسی جگہ کے مسلمان اپنی سولت کے لئے کوئی حدت مبین کر لیں اور اس میں صلوة سلام کے تدارک نے بارگاہِ رسالت میں بھی کریں تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: خدا کی تعظیم سے ہمیں اتفاق ہے اگر چہ اس سے ہمیں کے چیلے ناراض ہوں تو ہمیں اس کی پروا نہیں کیونکہ ہمیں ہمارا اور ہمارے باپ کا دشمن اور اس کے چیلے ہمارے ساتھ دشمنی کریں تو انہیں حق پہنچا ہے ہاں اسلامی دینی اصول کے لحاظ سے سلام و قیام نہ صرف جائز بلکہ اہل ایمان کو دینی ادبی العیب ہوتا ہے، چنانچہ فضائے دیوبند کے ہی و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ ماہر فرم بھی دہا اللہ بھی بھلا کرنا چاہئے ہیں۔

جھاڑ پھونک اور دم درود سے خوف

حضرت علامہ اسماعیل حق مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساتویں پارہ کی تحفہ روح الامیان میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے اپنے لئے ایک شربت بنایا اور اسے چار کر کے دکھایا اس نیت پر کہ اسے بعد کو پیاں گا۔ صبح کا اظہار تو وہ شربت قاب تھا۔ بعد ازاں آخر خدا بھر دوسرا شربت چار کیا اور اس پر سورہ طہ میں چار کر دکھایا اور وہی ارادہ کرنا کہ کوئی گا۔ صبح کا اظہار کر کے شیطان امداد ہو کر گھر کے اندر بھر رہا ہے جس شربت تک پہنچا تو کہا کہ اس گھر میں بھی نہ پیا گا۔

فائدہ: دم درود جھاڑ پھونک سے تو ہماری عزت افزائی ہوئی اللہ تعالیٰ نے **وَلَنَفَعَنَّ قَوْمِي وَتُؤْتِيهِمُ** (پارہ ۱۲)

سورۃ الحجر آیت ۲۹) اور اس میں اپنی طرف کی خاص معذرت درود پھونک لوں۔ بے مٹی کے ڈھیلے و حضرت انسان بنا کر **وَلَقَدْ خَرَقْنَا بَنِي اَٰدَمَ** (پارہ ۱۵ سورۃ الاحزاب آیت ۷۰) اور پھونک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی۔ بے کاج و پتہ یا جس سے ہمیں کی پروا نہایت خطرہ میں نہ ہی اب اس کے چیلوں کو اچھا خطرہ نہیں بلکہ گروہ کی بے عزتی ایک آنکھ نہیں

برائی دیندہ جہان بھونک میں کیا ہوتا ہے۔ ”کلامِ انبی“ پر مددگار کو بھونک مار کر تھوڑی سی دھماکہ کی آہٹ کی جاتی ہے اور اس کا ثبوت اور تکرار قرآن وحدیث میں صریح موجود ہے۔ تحصیل فقیر کی کتاب ”طایف الاہلکان والا حادیث والقرآن“ میں چاہئے۔

فائدہ ۵ : حضرت یحییٰ علیہ السلام کی انگلیں بھی اسی گل کا کرشمہ ہے **فَقُلْنَا لَهُ مِنْ رُوحِنَا** (پارہ ۳۸ سورہ بقرہ) (آیت ۱۲) ”و تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح بھونک۔“ اور وہ خود بھی اسی گل سے جا رہا ہے کوشتہ اور خروں کو اور اس کی دولت کھٹے تھے ”کما قال فاضل لہ“ ”ورنگ تو مست میں اٹھارہ گنا بھی اسی گل سے ہوا“ ”کما قال تعالیٰ: وَ نَفِیْعٌ فِی السُّوْرِ اَبَا ذَلَمْتُ مِنْ اَبَا بَدَا بَیْ رُتْہُمْ نَسْبَلُوْی“ (پارہ ۲۳ سورہ ناس) (آیت ۵۹) اور پورا ہلے کا صودہ بھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑنے والے کے۔

لیکن نیکو انھیں کو چھکا ہے گڑ کو خوش کرتا ہے اسی لئے نہ صرف انکار بلکہ اس کے حامل کو شرک کی دھم دینا دیتا ہے۔ اور ”اوسے کو گھٹے کا سہارا“ مثال مشہور ہے۔ اپنی بات منوانے کے لئے وہ روایات پیش کرتے ہیں جو ذاتِ جاہلیت کی لٹا دھول کو دھونے کے لئے حضورؐ پر گواہی دینے کے لئے بیان فرمائی، لیکن پادار کو گول سے ان روایات کو اٹھ اسلام پر قوی ہوئی اور یہ بھی حضورؐ کی پاک دھون کو گواہی دینا کا کھڑا ہے۔ ویسا کہ لڑایا گیا کہ کسی قوم میں یہاں ہوگی جو مسلمانوں کو شرک کہتی پھرے گی، چنانچہ سب کا معلوم ہے کہ خود یہ ہے۔ لے کر یہ بیحدت تک تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو یہی لوگ شرک بتاتے ہیں تحصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”دینی دین بھائی“۔

بے ادب اور گستاخ اہلیوں کے معززین

حضورؐ مرد عالم نے انھیں سے بچ چھا تیرے نزدیک معزز اور محبوب کون ہے۔ کہ جو ایک بکرہ مرضی اللہ تعالیٰ تمہارا کنگالی دے۔ (نور الہاس، جلد ۱، ص ۵۹)

فائدہ : یہ صرف لوگوں کے ظہور نہیں مرضی اللہ تعالیٰ تمہارا کی تم نے مثال دی ہے جو خدا تعالیٰ پر محبوب تھا تو کمال دینے اور ان سے انھیں دعاوات دیکھتے اور ان کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے سے جو ارادہ صرف اسی کو اپنا معزز دیکھتا ہے۔

ناظرین کو دعا ہے انصاف ہے کہ جو بھائی خدا کا دوا کر ام کی عزت و احترام پر کون سی پادائی حلقہ اور ہے ان کی تحریریں، تحریریں گواہ ہیں فقیر کی عرض کرے۔

المسألة الأولى

جسبہ آدم وحواء علیہما السلام بہشت میں آکر رہے۔ فرما تھے شیطان کا ضرر ہو کر

والاستعانة إلى الكفا لهم (تجزي)

اور ان سے شکایتی کرشمی قہاروں کا فخر خواہ ہوں۔

نفاذ: شیعوں کا تئیر تو سب کو معلوم ہے لیکن اس بارے میں جو یہ ہیں ان کا تئیر شیعہ فرقہ سے چند گنا آگے ہے۔ ان کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔ مساجد میں تمس جانا، تئیر کر کے رہنا پھر مساجد پر قبضہ کرنا، ان کے پاس پادری کا شیوہ ہے اور یہ اصلی تئیر مولوی اشرف علی تھانوی کا سرحدیہ مذمت ہے جب کہ کان پور میں میاں دشریف کی مکتوبوں میں آنے والے نفاذ۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے نو کاؤنٹر آپس ایک دوسرے میں مصلحت ہے۔ (تفصیل دیکھئے صفحہ ۱۷۷)

ایلیس کی تین طلاقیں

[illegible]

سوال: ”یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص نے کہا کہ میں نے تم سے کچھ سنا ہے جس سے تم کو یقین ملے گا کہ تم میری بات سن چکے ہو۔“

جواب : یہ شخص اگر سیدہ و عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "خاندان کے کہنے کے مطابق عین واقعہ ہوں گی۔"

سوال: میں نے عرض کیا: "وہ رسول اللہ ﷺ! بعض علماء کہتے ہیں کہ ایک واقعہ ہوگی۔"

جواب: فرمایا "انہوں نے جہاں تک وہاں پہنچیں گے وہاں تک حکم لگایا ہے۔"

سوال: میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ میں اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا پہلو بہ جتنا ہوں گا آپ نے فرمایا ہے

جواب : میں نے کچھ نہیں لکھا ہے

لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولُهُمْ قَدْ جَاءَهُمْ بَيِّنَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ الْمَكِيدَةِ (٢٣)

پھر اگر تیسری طلاق استعدائی آتا ہے وہ تو عدالت سے طلاق نہ ہوگی جب تک وہ سرے سے طلاق سے طلاق نہ کرے۔

ابلیس

جب سرکار نے یہ حکم فرمایا تو میں نے دیکھا کہ مجلس میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے بیٹھ شروع کر دی اور مجلس تھا۔ اس کی اس خبر سے میں نے دیکھا کہ یہ وہ عالم تھا کہ پیراؤں اور دوسرا ہو گیا۔ گویا کہ حضور کے زہد پر مبارک علیہ السلام ٹپکڑا گیا ہے اور حضور غضب ناک ہو گئے اور سرکار نے بلند آواز سے متعدد مرتبہ نعرہ کر فرمایا "کیا تم بدکاری کرتے ہو؟" یہ تین ملائیں ہیں، یہ تین ملائیں ہیں۔ "تو میں بعد پھر جانے والے نے گھج بھاری سنا شروع کر دی جب تم ہو گئی تو صوبہ خدا سید انبیاء علیہ السلام نے دعا فرمائی پھر آکر کھل گئی۔"

(درساں مشرعات للشیخ الاکبر سعد الدارین، صفحہ ۴۷)

اس مبارک خواب سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے کہ ایک مجلس میں تین ملائیں ہی جائیں تو وہ تین ہی واقع ہوں گی اور اگر کوئی شخص ایسی طاقت رکھ کر آتا ہو کہ لے تو بیٹھ بدکاری ہوتی رہے گی۔ اور اولاد بھی ناجائز پیدا ہوگی جب تک کہ طلاق شرعی نہ ہو۔

تبصرہ از ابیسی

طلاق حاشیہ ایک حالت طلاق کا سب سے پہلا انگلیں ہے۔ اس کی ہر دلی کس نے کی اس کے متعلق تفصیل کی ضرورت نہیں صرف ایک حوالہ چاہیے

ابن تیمیہ اور غیر متقدمین

آجے مبارک "لَا تَعْلَلْ" (پارہ ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۸) کے تحت مفسر قرآن شیخ صاوی علیہ رحمۃ الہاری نے نقل فرمایا آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر کلام یا الگ الگ تین ملائیں دیں تو عدوت اس پر طلاق نہیں ہوگی۔ خلا کوئی کہے کہ میں نے تجھے تین طلاق دی تو وہ اس پر انکار کہے سے بھی حرام ہو جائے گی اور اس پر طلاق کا اجماع ہو چکا ہے اور ابن تیمیہ کے علاوہ کسی بھی معتد عالم نے کلام تین طلاق کو ایک طلاق شمار نہیں کیا ہے۔ ابن تیمیہ کا وہ اس کے ہم مذہب علماء داعیہ نے بھی کیا یہاں تک کہ علماء نے ابن تیمیہ کو گمراہ کہہ دیا ہے۔"

فتاویٰ ثنائیہ

میں بھی مقتول ہے کہ "نواب صدیقی حسن خان نے "احکام العلماء" میں جہاں شیخ ابن تیمیہ کے حقوق مسائل لکھے ہیں اس پر مست میں طلاق علماء کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق

ہوئے کاتونی دیا تو بہت خود ہول اٹھ گیا جب اسی کے شاگرد ابن تیم پر مصائب برپا ہوئے ان کو انت پر سوار کر کے
وڑے مار مار کر شہر میں پھرا کر تو چن کی گئی۔ قید کے گئے اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ مسند روافض کی قسمی۔“

(آل تونی ثانی، جلد ۲، ص ۲۱۹)

حرف لکھا ہے کہ ”میں علاقائی مجلس داند کا ایک غم میں ہونا یہ مسلک سبک جابھین، جی جابھین وغیرہ اور مہر شین
مقلدین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے مہر شین کا ہے جابھین جیسے کے مقلدین کے پابند اور ان کے معتقد
ہیں۔“ (آل تونی ثانی، ص ۲۱۹)

غیر مقلدین وہابی

اب ہمارے دور میں وہابی غیر مقلدین علاقائی علماء کے ایک وقت ذراع کے درمف مگر ہیں بلکہ انہیں کے مگر
کو گرا اور پے دیں گروا ہے بلکہ خود اپنے ہم مسلک مولوی شمس الدین قسری کو بھی گرا کہتے ہیں اس کے اور جو دہی
ہیں جنہیں فقیر نے کتاب ”مختصر بے مہار“ میں تحصیل سے لکھا ہے، بلکہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے ابن جیبہ کا
مخالف کہوں کہ اور یہ کہیں کہہ دیا کہ مسند روافض اور یہ مسلک سات سو سال بعد کا ہے۔

علامات و نشانات اولاد اہلبیت

اہلبیت کی اولاد عقل سے ہماری بحث نہیں بلکہ اس کی معنوی اولاد کو ظاہر کرتا ہے کہ کس اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے
دم مارا کہ وہ اپنے چیلے چائے اولاد آدم سے مانے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انہیں نے اپنے چیلے چائے تبار کے تو اس کی
لکھا یاں کون سی ہیں۔ فقیر معتز و مشہد کتب سے چند علامات ذکر کرتا ہے۔

انبیاء و اولیاء سے دشمنی

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ اپنی فقیر کے پارہ ۱۵۱ میں لکھتے ہیں کہ ”وہ آدم زارے جن کی عقل و صورت تو آدم
علیہ السلام جتنی ہو لیکن ان کے کردار انہیں جیسے ہوں تو انہیں شیطانین انہیں سمجھوان کی علامت یہ ہے کہ انہیں معنوی اولاد
کا پناہ حاجی کا رہتا ہے جو شب روز اس کی اطاعت میں گتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دشمن کی اطاعت سے منہ موڑتے
ہیں وہ اور بہت شیطان کے چیلے چنے پر نظر کرتے ہیں لیکن آدم علیہ السلام کی عقل اور لسانی انبیاء و اولیاء کی اطاعت سے
کراتے ہیں انہیں اولیاء و اولاد کے ماننے انہیں دشمن رہتا۔“

نائدہ : فقیر وہابی (غیر مقلدین) اور بدعتی اپنی تصانیف اور تقریروں میں جنوں کی آیات انبیاء و اولیاء پر چہاں

کہتے ہیں۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔

آخری بات

یہ داستان طویل ہے فقیر نے صرف چند نمونے عرض کئے ہیں۔ اب چند حوالے لے کر ختم ہوں کہ جن لوگوں نے انبیاء و اولیاء کے کلمات کو اسے یہ شرک کا ثبوت دیا لیکن وہی کلمات انھیں کے لئے ثابت کئے چند نمونے سامنے ہیں۔

ابلیس کا علم محیط

طوائف و جمہور کا تعلق مولوی رشید احمد ننگوی اور مولوی ظہیر احمد کاکڑی نے مراجعہ کاغذ میں لکھا کہ ”الاصول غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال و کچھ کہ ظلم و ستم زمین کا فقر عالم کو خلاف اصولی تفسیر کے بلا دلیل محض قیاس و گمان سے ثابت کیا محض شرک نہیں تو کون سا بیان کا حاض ہے۔ شیطان و ملک الموت کے لئے یہ دعوت محض سے ثابت ہوئی۔ فقر عالم کے لئے کون سی محض قیاس ہے جس سے تمام خصوصیات کوہر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

(مراجعہ کاغذ، صفحہ ۵، مطبوعہ ادارہ دین و دہلی)

شان درود

حضرت حاجی ادا اللہ مہاراجی رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز و شاگرد امجدیہ مسیحی مہاراجی نے کہا وہاں (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجلس میلاد دار سلام و قیام و دعا کے ثبوت میں ایک کتاب لکھی **شان درود** اس میں ثابت کیا کہ بعض مجلس میلاد و بعض سرور عالم ﷺ کا تشریف لا جایا آپ کو اس کاظم ہونا عید از اسکان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مخلوق شیطان اور بہتر مخلوق حضرت ملک الموت کے لئے ایسی صفت اپنے پرانے سب استے ہیں۔ اس کے خلاف میں مذکورہ بالا عبارت درود کے واسطوں نے نگہ باری جس پر وہ دھم کے علاوہ مشائخ نے اس کی تکفیر کی۔ لیکن خصوصاً کہ اس سے عبادت کے بجائے غلط رائے درود میں انھیں عبادت کی تصحیح پر اجازت چنی کا رد کیا گیا ہے۔

عبادت مذکورہ نے پہلے لہر دیا کہ آپ کے لئے ایسا عقیدہ و دکان شرک ہے اب اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ان کا عقیدہ چارہ لیجئے۔

مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب ”تحقیق الاہیان“ میں لکھتا ہے جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو اللہ نہیں۔ اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو شریعت سے دعا کرتا ہے اور اللہ کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی سے کہہ کہ اللہ اور رحمت میں کتنے ہیں تو اس کے جواب میں کہہ کہ اللہ اور رسول جانے کی تکذیب کی بات اللہ ہی جانے ہے۔ سوال کیا کیا۔

تبصرہ : انہوں نے کدورت کے چنے جانے کو خدائی علم محدود کر دیا اور کہہ دیا کہ اس میں غرق کو مل نہیں سکا کہ یہ تو معمولی بات ہے لیکن اس میں نبی علیہ السلام کو پہنچتا ہوا انہیں کے لئے کیا کہ اس کا ساری زمین کا علم مجید ہے۔

دوسرا حوالہ

مولوی حسین علی داس بکھراوی نے تفسیر صفحہ النور میں، پارہ نمبر ۱۱، صفحہ ۱۱۱ کی تفسیر میں معزلہ کے عقیدہ کو ترجیح دی کہ ”اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال کا اس وقت تک علم نہیں ہوتا جب تک وہ کام کامل نہ کر لیں۔“

تبصرہ : جس عبادی کا عقیدہ خدا تعالیٰ کے لئے یہاں لکھا ہوا، کہ رسول خدا ﷺ کا علم مکمل کر پانا کریں تو اس سے قہر نہیں کرنا ہے۔

شیطان کا دور سے تصرف

مولوی غفر اللہ تعالیٰ نے رسالہ ”انوار الصوم“ صفحہ ۳۱ پر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا کہ جب شیطان قید ہو سکے تو پھر وہ آدمیوں کو درجنوں میں (کسی طرح بچاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دور سے بذریعہ قہر کے تصرف کرتے ہیں) مانع

فائدہ : کتاب مذکورہ اثری کتب خانہ جامعہ اسلامیہ (انڈیا) میں پیش شائع ہوئی۔ فقیر کے پاس موجود ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

شیطان کے لئے تو ان کا تصرف کا حق اسلام ہے اگر ایسے تصرفات حضور ﷺ کو دلائیے گرام کے لئے مانے جائیں تو شرک اس کی سجدہ بخود ہی دیکھتے ہیں۔

شیطان ہر انہر میں

ہر قریش شیطان کے ہر ہر نے کے یہ لوگ کمال ہیں کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے ہر قریش میں موجود ہونے کے منکر ہیں اس کے متعلق فقیر کا رسالہ ہے ”القول العمل بدایہ القول فی ہذا رجل المحمد“۔ عربی نام ”ہر قریش زیست رسول ﷺ“۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

ہاں کہ شیطان کی اتنی بڑی زبردست قدرت مانا کہ وہ ہر قسم میں ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اٹھا کر اس کی وجہ کیا ہے یہاں سے بچتے۔

تعلیق: حافظین انھیں کے علم سیدہ راضی کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ اس کے منکر کو کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اس کا علم انصوری قضیہ سے ثابت ہے (یعنی قاضی) لیکن حضور ﷺ کے لئے ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے (یعنی) لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خبر و شر کو پیدا فرمایا ہے اور یہ دونوں لازم ہر دو میں انہوں نے کہ حافظین شرک کے لئے تو زمین و آسمان کے قاضی ہمارے ہیں اور جس آکا ﷺ کا کہہ رہے ہیں اس سے نہ صرف انکار بلکہ ماننے والے کو شرک کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حافظین شریعت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر شے سے چاہا اگلے کا حکم فرمایا ہے ہی لئے ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ان کے شر سے بچائے۔ (یعنی) کہہ۔

لفظی طور پر یہ عقیدہ کا ہند کہ ہے کیونکہ یہاں سے ہے ممکن بھی خبر دینا اگر اسے تعلق خبر کے لئے محدود کیا جائے تو خبر خبر کوئی مانا ہائے لیکن یہاں نہیں بلکہ اس کوئی مانا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی خبر دے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام کے لئے علم فیہ بانجام نہ گا۔ لیکن وہاں سے کہتے۔ مگر شیطان کے لئے مانے ہیں یہاں کہیں؟ ان حقائق سے بانجام نہ گا کہ وہ انھیں کے کلمات کے حقائق ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے لئے عکس ہیں۔

آخری گزارش

اس بحث کو یہاں ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر یکہ میں اپنے نبی پاک ﷺ کے بے اور بچے ہمارے ہوں سے مانے۔

لفظی ملاحظہ

دیپتے کا بھکاری علیہ السلام احمدی اور احمد فیض احمد اویسی رضوی شرف

بہاول پور - پاکستان

۱۱ شعبان ۱۴۲۸ھ